مؤمن کی حیاء اور پاکدامنی



حضرت مولانا منظور یوسف صاحب مدظلہ العالی
استاذ جامعہ فاروقیہ، امام وخطیب جامع مسجد رفاہِ عام

مکتبہ فکرِ آخرت

مؤمن کی حیاء اور پاکدامنی

حضرت مولانا منظور یوسف صاحب مدظلہ العالی
استاذ جامعہ فاروقیہ، امام وخطیب جامع مسجد رفاہ عام

مکتبہ فکر آخرت

نامِ کتاب: مؤمن کی حیاء اور پاکدامنی

مولف: حضرت مولانا منظور یوسف صاحب مدظلہ العالی

تاریخِ طبع: ۱۳ شعبان/۱۴۳۶ھ، 11 فروری 2015

تعداد: ۱۱۰۰

ناشر: مکتبہ فکرِ آخرت

ملنے کا پتہ

مکتبہ فکرِ آخرت

www.fikreakhirat.org

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیاء اور پاک دامنی

﴿یٰبَنِیْ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَا ساً یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ ذٰلِکَ مِنْ آیَاتِ اللّٰہِ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ﴾(۱)

"اے اولاد آدم ہم نے اتاری تمھارے اوپر پوشاک جو تمھارے پردہ دار بدن کو چھپاتا ہے" اور تمھارے لئے موجب زینت بھی ہے اور پرہیز گاری کا لباس سب سے بہتر ہے یہ اللہ تعالی کی قدرت کی نشانیاں ہیں تاکہ لوگ غور کریں"

اس آیت کریمہ میں مالک کائنات اپنی شاہانہ کلام میں بندے پر کئے گئے احسانات میں سے کچھ احسانات کا ذکر فرما کر اپنی طرف متوجہ فرما رہے ہیں کہ اے لوگو! میں نے تمھارے لئے لباس اور زینت وآرائش بھی پیدا فرمایا، لباس ان کپڑوں کو کہا جاتا ہے جن کے ذریعے انسان اپنا ستر چھپاتا ہے اور ریش وہ ہے جو بطور زینت اور حسن وجمال اور انسان کی رونق کے لئے پہنا جاتا ہے اول کا تعلق تو انسان کی ضروریات زندگی سے ہے کہ اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کے لئے لباس کا محتاج ہے اور اسی طرح دینی ضروریات میں بھی جیسے نماز وغیرہ جس میں ستر کا چھپانا ضروری ہوتا ہے اس لباس کی طرف محتاج ہے، پس گویا اللہ تعالی نے انسان کو اپنی اہم ضروریات پوری کرنے کے لئے لباس اتار کر انسان پر ایک عظیم انعام سے نواز دیا۔

"ریش" کہتے ہیں رونق، لباس زینت اور مال کو، اصل میں ریش پرندے کے پروں کو کہتے ہیں واحد اس کا "ریشۃ" آتا ہے اور چونکہ پرندوں کی رونق اور حسن وجمال ان کے

۱۔ سورۃ اعراف:۲۶

پروں سے ہوتی ہے اور وہ ان کے لئے ایسے ہیں جیسے انسان کے لئے کپڑے۔تو آیت کریمہ میں ریش کو زیب وزینت اور حسن وجمال کے معنی میں استعارۃً استعمال فرمایا ہے جیسا کہ عرب میں کہا جاتا ہے إنـه لحسن الريش اس کے کپڑے عمدہ ہیں،نیز جس طرح پرندوں کے لئے پر رونق لازمہ ہیں اسی طرح انسان کے لئے بھی لباس زینت رونق لازمہ کی طرح ہے۔

نیا کپڑا پہننے کی دعا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے نیا کرتا پہنتے ہوئے یہ دعا پڑھی

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا أُوَارِي بِهٖ عَوْرَتِيْ وَأَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِهٖ" (۱)

''تمام تعریفیں اس ذات باکمال کے لئے جس نے مجھے لباس پہنایا جس کے ذریعے میں اپنی ستر چھپاتا ہوں اور دنیا کی زندگی میں زینت حاصل کرتا ہوں"

پھر فرمانے لگے میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص نیا کپڑا پہنے اور اس کے گلے تک پہنچتے ہی یہ دعا پڑھے پھر پرانا کپڑا صدقہ کردے تو وہ بندہ اللہ تعالی کے ذمہ میں اور اللہ تعالی کی پناہ وحفاظت میں آجاتا ہے زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔

حقیقی پوشاک

﴿ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ﴾ (۲)

''اور تقوی کا لباس سو بہت بہتر ہے"

خالق کائنات اپنے بندوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اے بندہ! تو ظاہری زیب

(۱) جامع الترمذی،ابواب الدعوات،رقم الحدیث:۳۵۶۰،ص:۸۱۱،دارالسلام. (۲) الاعراف:۲۶

وزینت کے پیچھے خودکوذلیل کررہاہے حالانکہ حقیقی زیب وزینت تقوی وپرہیز گاری میں ہے،اللہ تعالی کے اس فرمان میں اگر بندہ اپنے دل ودماغ کو حاضر کر کےاور دنیوی واخروی کو سامنے رکھتے ہوئے اس کلام میں غور کرے تو انسان کا دل خود فیصلہ کرتا ہے، انسان کو دنیا کی زیب وزینت کی پرواہ کئے بغیر اپنے دل اور باطن کوسنوارے کہ اس میں دنیا کی زیب وزینت اور چہرہ کی رونق بھی ہے اور آخرت کی حسن وجمال اور سرخروئی بھی ہے۔

تقوی کامفہوم

﴿ اَلتَّمَسُّکُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی وَبِطَاعَتِهٖ وَالتَّبَتُّلُ اِلَیْهِ بِالْکُلِّیَّةِ وَالْاِعْرَاضُ عَمَّا سِوَاهُ بِالْمَرَّةِ بِحَیْثُ یَسْتَوِیْ عِنْدَهٗ لِقَاءُ الْمَحْبُوْبِ وَالْمَکْرُوْهِ ﴾(۱)

"تقوی کہتے ہیں اللہ تعالی سے اپنے تعلق کومضبوط کرنا اوراس کی اطاعت کرنا اوراسی کی طرف کامل طورپہ یکسوئی اختیار کرنا اوراس کے علاوہ سے اعراض کرنا ایک ساتھ پایا جائے اس طرح کہ بندے کے نزدیک محبوب سے ملاقات اوراس کے راستے میں مصائب کوبرداشت کرنا برابر نظر آئے"۔

یعنی اس ظاہری لباس کےعلاوہ جس سے بدن کاتستر وتزین ہوتا ہےایک معنوی لباس بھی ہےجس سے انسان کی باطنی کمزوریاں جن کے ظاہر کرنے کاانسان میں استعداد پائی جاتی ہے وہ عیوب پردہ خفاء میں رہتی ہیں اور یہ وہی معنوی پوشاک ہے جسے قرآن کریم نے لباس التقوی فرمایا کہ پرہیز گاری کا لباس سب لباسوں سے بہتر ہےاور یہ باطن کی زینت اورعیش کا ذریعہ بنتی ہے بلکہ اگرغور کیا جائےتو ظاہری لباس بھی اسی باطنی لباس کوزیب تن کرنے کے لئے

---

(۱)تفسیر روح المعانی،سورۃآل عمران،۲/۲۱۳،مکتبہ حقانیہ۔

شرعاً مطلوب ہے۔اوراس تقوی کے لباس سے مراد خوف خداوندی ہے کہ اگر بندہ کوئی برا کام چھوڑ رہا ہےتو لوگوں کے ڈر سے اورلوگوں میں اپنی عزت اور ناموس کو باقی رکھنے کے لئے نہ چھوڑے بلکہ اس کا مقصود اور مطلوب رضاء خداوندی ہو۔اوراسی طرح اگر کوئی نیک کام کرتا ہے یا کسی کے ساتھ بھلائی کرتا ہےتو اس پر احسان جتلانے کے لئے یا اپنے آپ کو سخی ، رحم دل اور نامود کھانے کی غرض سے نہ ہواور یہ حقیقت ہے کہ اگر بندے کے دل میں تقوی پایا جاتا ہےتو بندہ کوئی کام بھی کسی کو دکھلانے کے لئے یا کسی سے چھپانے کے لئے کرنے اور چھوڑنے پر راضی نہیں ہوتا بلکہ اس کا مقصود حقیقی یعنی خالق کائنات کی رضامندی اس کے لئے مطمح نظر رہتا ہے ۔اور یہ وہی تقوی کا لباس ہے کہ جس میں ایمان اور اعمال صالحہ سب داخل ہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ اسی آیت کی ترجمانی کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے

إِذَا أَنْتَ لَمْ تَلْبَسْ ثِيَاباً مِنَ التُّقَى　　　عَرِيتَ وَإِنْ وَارَى الْقَمِيصِ قميص

”اے مخاطب تقوی کا لباس اگر تیرا زیب تن نہیں پس تو ننگا ہے اگر چہ تو نے کرتے پر کرتا پہن کر بدن کو چھپا رکھا ہو“

”لباس التقوی“ کی مراد

”وَقَالَ قَتَادَةُ وَابْنُ جُرَيْج : لباس التقوى الإيمان ،

وقال ابن عباس : لباس التقوى العمل الصالح“ . (١)

”حضرت قتادہ اور ابن جریج رحمہما اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تقوی کے لباس سے مراد ایمان ہے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما

---

(١) تفسیر الکبیر للرازی، سورۃ اعراف آیت:٢٦۔

فرماتے ہیں کہ تقوی کے لباس سے مراد عمل صالح ہے"۔

اور ایک تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد اچھے اخلاق ہیں اور اس کی ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ اس سے مراد پاکدامنی اور باری تعالی کو وحدہ لاشریک ماننا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ سب مراد ہوسکتے ہیں، اس لئے کہ ہر ایک کی بنیا د دوسرے پر اور انسان کی کامیابی اور کامرانی کے لئے ہر ایک ایسا ہے جیسے ایک عمارت کی بنیاد چند ستونوں پر ہوتی ہے ہر ایک ستون اس عمارت کو مضبوط کرنے اور اٹھانے میں ایک دوسرے کے لئے معاون ومددگار ہوتے ہیں اس طرح کہ وحدانیتِ باری تعالی کا یقین کئے بغیر ایمان ممکن نہیں اور پھر ایمان اس وقت تک پھل دار نہیں ہوتا جب تک کہ اعمال صالحہ اس کے ساتھ نہ ملیں، اور اچھے اخلاق بھی اعمال صالحہ کے اجزاء حقیقیہ ہیں، اور پاکدامنی کو اپنا زیب تن کئے بغیر اپنے اخلاق کو سنوارنا اور اچھے اخلاق کے مرتبے پر فیض ہونا ممکن نہیں۔

﴿ ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ﴾ (۱)

"یہ اللہ کی قدرت کی نشانی ہے تاکہ لوگ غور کریں"

یعنی ان انعامات میں غور کرکے حق تعالی کو حقیقی خالق ومالک اور محسن ومربی سمجھ کر اس کے اوامر کو بجالانے اور نواہی سے اجتناب کرنے میں اپنے شب وروز کو اس کی مرضی کے مطابق استعمال کرکے اپنی دنیوی واخروی کو سنوارلیں۔

حیاء ایمان کا حصہ ہے

"اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِیْمَانِ" (۲)

---

(۱) اعراف:۲۶ (۲) صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب أمور من الایمان: ۹/۱.

''حیا ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے''

حضور اکرم ﷺ نے حیا کو ایمان کے شعبوں میں سے ایک شعبہ قرار دیا مطلب یہ ہے کہ جس طرح انسان کی فلاح وکامیابی کے لئے ایمان جزء لازم ہے اسی طرح ایمان کے کامل ہونے کے لئے حیا جزء لازم ہے یعنی جب تک ایک مسلمان شریف اور باحیا نہ بن جائے اس حدیث کی رو سے گویا وہ کامل ایمان والا کہلانے کا حق دار نہیں بنتا اگر چہ اس کے علاوہ صوم وصلاۃ ، حج وزکوۃ اور سنن ونوافل میں کمال حاصل کرلے ۔کیونکہ ایک درخت جب اس سے ایک شاخ کاٹ لی جائے تو اب وہ درخت اپنی اصلی قوت میں نہیں رہتا کیونکہ ایک شاخ گرنے کے بعد عنقریب ہواؤں سے اس کی دوسری شاخ گر جائے گی اور آہستہ آہستہ ایک دن وہ درخت جڑ سے اکھڑ جائے گا،پس انسان کے لئے کمال ایمان بھی صرف اسی وقت رہتی ہے جب ایمان کے تمام شعبوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنی زندگی کا ہر ہر قدم اٹھانے سے پہلے اس کے نفع ونقصان کو سوچ لے۔اور ہر لحہ گزرنے کے بعد دوسرے لمحے سے پہلے اس لمحے کو اپنی زندگی کا آخری لحہ سمجھتے ہوئے استعمال کرے۔

حیا کا مفہوم

امام راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اَلْحَیَاءُ اِنْقِبَاضُ النَّفْسِ مِنَ الْقَبِیْحِ ، وَهُوَ مِنْ خَصَائِصِ الْاِنْسَانِ'' (۱)

''حیا کہتے ہیں برے کام کے وقت بندے کی ضمیر کا منقبض ہوجانا،اور یہ حیا انسان کی خصوصیات میں سے ہے''

(۱) فتح الباری،کتاب الایمان،باب الحیاء من الایمان :۱۰۱،مکتبہ قدیمی.

اللہ تعالی نے انسان کے مادہ اور ضمیر کے اندر حیا کو پیدا فرما کر انسان کی شرافت کو دوسری مخلوقات کی بنسبت مزید بڑھا دیا کہ برے کام کے وقت انسان کے نفس کا منقبض ہو جانا اور ضمیر کا ملامت کرنا یہ انسان کی خصوصیت ہے۔اور اس سے غرض یہ ہے کہ انسان خود کو برے کام کرتے وقت اپنے آپ کو ملامت کر کے رک جائے تا کہ اپنی مرضی پورا کر کے اپنے آپ کو جانوروں کی صف میں کھڑا نہ کرے۔

حیا کے اجزاء

" اَلْحَيَاءُ مُرَكَّبٌ مِنَ الْجُبْنِ وَالْعِفَّةِ" (۱)

"امام راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حیا مرکب ہے بزدلی اور پاکدامنی سے"

اس کا مطلب یہ ہے کہ حیا کی پہچان اس بندے میں کی جاسکتی ہے کہ جس میں گناہ کرنے پر بزدلی اور کم ہمتی پائی جائے، جیسے بسا اوقات انسان کوئی کام کرنا چاہتا ہے لیکن اس ڈر سے کہ اگر کسی نے مجھے یہ کام کرتے ہوئے دیکھ لیا تو میں اس کے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا وہ کام اگر چہ شریعت کی روح سے برا نہ بھی ہو، پس گویا اس بندے کو بزدلی نے اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اپنا ارادہ ترک کر لے۔اور اسی طرح پاکدامنی یعنی انسان نا جائز کام کے کرنے پر پشیمان اور انتہائی درجے کا بزدل ہو، مطلب یہ ہے کہ جب بھی وہ کوئی نا جائز کام کرنا چاہے تو حق تعالی کو اپنے سامنے سمجھتے ہوئے اور اس سے حیا کرتے ہوئے اور بزدلی کا اظہار کرتے ہوئے اس کام کرنے سے پہلے پہلے اپنے آپ کو اس قبیح حرکت سے بچالے۔

---

(۱) فتح الباری، کتاب الایمان، الحیاء من الایمان: ۱۰۲/۱۔

حیا کی حقیقت

" وَقَالَ الْحَلِيْمِي : حَقِيْقَةُ الْحَيَاءِ خَوْفُ الذَّمِ بِنِسْبَةِ الشَّرِ إِلَيْهِ " (۱)

"حلیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حیاء کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کو برائی کی نسبت اپنی طرف ہونے سے مذمت کا خوف ہو"، حیا کی مذکورہ حقیقت کی بناپر حیا کا مفہوم عام ہوجاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ ہر وہ کام جس کے کرنے میں انسان تردد محسوس کرے اور اس کے دل میں گھٹن پیدا ہونے لگے خواہ وہ کام شرعاً ممنوع ہو یا عقلاً یا عرفاً، اول کا مرتکب فاسق کہلائے گا یعنی جو بندہ حق تعالی کی نافرمانی کرے تو وہ فاسق کہلائے گا، اور دوسرا یعنی جو بندہ ایسا کام کرے جسے عقلاً ناپسند کیا جاتا ہو اسے مجنون کہتے ہیں، اور تیسرا جو بندہ ایسا کام کرے کہ اہلِ علاقہ یا عرف والے اسے برا سمجھتے ہوں تو اسے نادان کہا جاتا ہے، اسی لئے کہا جاتا ہے:

" اَلْحَيَاءُ لَا يَأْتِيْ إِلَّا بِخَيْرٍ " (۲)

"حیا ہمیشہ خیر ہی لے کر آتی ہے"

یعنی حیا کے مفہوم کے عموم کی بناپر کوئی بھی ایسا کام کرنا جو شرعاً، عقلاً یا عرفاً ناپسند سمجھتا ہو اسے حیا اور مروت کے خلاف شمار کیا جاتا ہے گو وہ کام شرعاً ممنوع نہ بھی ہو تو بندہ عقلاً یا عرفاً اسے برا سمجھتے ہوئے ترک کرنے پر یا چھوڑنے پر تیار ہوجاتا ہے تو گویا وہ بندہ ایک مباح کام سے رک گیا اور بسا اوقات یہ مباح کام سے رکنا بھی اس کے لئے شرعاً حرام اور مکروہ سے رکنے کا سبب بن جاتا ہے جیسے کہا جاتا ہے:

" رَأَيْتُ الْمَعَاصِيْ مَذَلَّةً فَتَرَكْتُهَا مَرُوْءَةً فَصَارَتْ دِيَانَةً " (۳)

---

(۱) فتح الباری، کتاب الایمان، باب الحیاء من الایمان: ۱۰۲/۱ (۲) إحیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریا، باب کراہۃ اطلاع الناس علیہا: ۳/ ۴۲۶. (۳) فتح الباری: ۱۰۲/۱.

''میں نے گناہ کو ذلت سمجھا اور مروت کو برقرار رکھتے ہوئے چھوڑ دیا پس وہ میرے لئے دین داری کا سبب بن گیا''

اللہ کا ڈر اور اس سے حیاء

سلف صالحین کا یہ مقولہ بہت مشہور اور پر اثر ہے:

'' خَفِ اللّٰہَ تَعالٰی عَلٰی قَدْرِ قُدْرَتِہٖ عَلَیْکَ ،
وَاسْتَحْیِیْ مِنْہُ عَلٰی قَدْرِ قُرْبِہٖ مِنْکَ '' (۱)

''اللہ تعالی سے اس قدر ڈر کہ جتنا اس ذات پاک کو تیرے اوپر دسترس حاصل ہے، اور اس سے اتنا حیا کر کہ جتنا وہ تیرے قریب ہے''

حیاء سے روکا نہ جائے

''عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ أَبِیْہِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ
مَرَّ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَھُوَ یَعِظُ أَخَاہُ فِی الْحَیَاءِ ،
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ دَعْہُ فَإِنَّ الْحَیَاءَ مِنَ الْإِیْمَانِ '' (۲)

''حضرت سالم بن عبداللہ اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ایک انصاری صحابی کے قریب سے گزرے کہ وہ اپنے بھائی کو حیاء سے منع کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اپنے حیا پر رہنے دو، بے شک حیا ایمان کا حصہ ہے''

علامہ تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ صحابی اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں جھڑک رہے تھے (یعنی اس کو کہہ رہے تھے کہ اس قدر حیا نہ کیا کر) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے اپنے حیا پر

---

(۱) حوالہ سابقہ (۲) صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب الحیاء من الایمان: ۱/۸.

رہنے دو کیونکہ یہ حیا شرعاً ممنوع کاموں سے رکنے کا سبب بنتا ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ ایک بندہ جب کسی کے سامنے دیندار سمجھتا ہو تو وہ ان کے سامنے کوئی بھی ایسا کام نہیں کرتا جسے وہ حیا کے خلاف سمجھتا ہو تو یہ حیا کی وجہ سے رک جانا اسے شرعاً حرام اور ناجائز کاموں سے روک دیتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی پیشن گوئی

"صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِیْ لَمْ أَرَهُمَا" (۱)

"میری امت میں دو گروہ ایسے ہوں گے کہ جن کا وجود ابھی تک نہیں ہے اور میں نے اب تک نہیں دیکھا"

ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی زندگی طویل ہو اور آپ دیکھو کہ میری امت میں دو گروہ ایسے پیدا ہونگے کہ جنکا وجود ابھی نہیں قرب قیامت میں انکا وجود ہوگا وہ جماعتیں کونسی ہیں؟ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ" (۲)

ایک گروہ تو وہ ہے کہ جن کے ہاتھوں میں بڑے بڑے کوڑے ہوں گے اور وہ کوڑے اس طرح سے ہوں گے کہ جس طرح سے بیل کا دم ہوتا ہے اس طرح لمبے لمبے کوڑے لئے پھر رہے ہوں گے اور

"يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ" (۳)

ان کوڑوں کے ذریعے سے لوگوں کو ماریں گے ان پر ظلم زیادتی کریں گے۔ رسول پا

---

(۱) الصحیح لمسلم، کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار، باب النار یدخلہا الجبارون : (۲) ایضاً (۳) ایضاً

کہ ﷺ نے یہ اس وقت کی پیشن گوئی فرمائی ہے کہ میری امت میں اس قسم کے لوگ پیدا ہوں گے کہ کمزوروں پر اور اپنے ماتحتوں پر ظلم زیادتی کریں گے اور ان کی یہ ظلم زیادتی اس قدر ہوگی کہ ان کی عزتیں پامال کردیں گے اور ان کی جانیں بھی لینے کے درپے ہوں گے اور ان کے اموال پر بھی ڈاکہ ڈالیں گے، آنحضرت ﷺ نے ایک گروہ تو اپنی امت کا یہ بتایا۔

عورتوں کی چار بری عادات

دوسرے گروہ کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ عورتوں کی جماعت ہوگی، جن کی صفات یہ ہوں گی:

"عَارِيَاتٌ ، كَاسِيَاتٌ ، مَائِلَاتٌ ، مُمِيلَاتٌ" (۱)

کہ انکے اندر چار خصلتیں ہونگی گندی ارشاد فرمایا کہ" عَارِيَاتٌ ، كاسيات" کپڑے انہوں نے پہنے ہوئے ہونگے لیکن پھر بھی ان میں یہ عیب ہوگا کہ وہ کپڑے پہن کر بھی ننگی ہونگی ان کا وجود اس زمانے میں نہیں دیکھا، صحابہ رضی اللہ عنہم کو بڑا تر دد ہوا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ کے نبی فرمارہے ہیں تو یہ تو حق ہے سچ ہے تو عرض کررہا ہوں کہ اس وقت اسکا وجود نہیں تھا اس لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بڑا تردد ہوا لیکن آج آپ دیکھتے ہیں کہ کپڑے پہن کر بھی ننگی ہوتی ہیں اسی وقت کے متعلق آپ نے پیشن گوئی فرمائی کہ "کَا سِیَاتٌ" ، کپڑے پہنے ہوئے ہونگی "عَارِيَاتٌ" پھر بھی ننگی ہوں گی۔

اور دوسری اور تیسری صفات بیان فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ

"مَائِلَاتٌ ، مُمِيلَاتٌ" (۲)

---

(۱) حوالہ سابقہ　　　(۲) سابقہ۔

کہ وہ عورتیں غیر محرم مردوں کی طرف میلان رکھنے والیاں ہوں گی ، اور غیر محرم مر
دوں کو اپنی طرف مائل کرنے والیاں ہوں گی ۔

جنت میں داخل نہ ہوں گی

پھر آخرت میں ان کا حشر بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

"لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ" (۱)

''وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی''

حضور اکرم ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ یاد رکھنا کہ وہ عورتیں جنت میں کبھی بھی داخل نہیں ہوں گی ، آپ ﷺ نے ان کی ایک اور علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ

"رء وسهن كأسنمة البخت " (۲)

''ان کے سر عربی اونٹوں کی کوہان طرح ہوں گے''

سروں کا اونٹوں کی کوہان کی طرح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے سروں پر جو بال ہوں گے وہ اونٹ کی کوہان کی طرح اوپر ابھرے ہوئے ہوں گے اور ان کے اوپر دوپٹہ یعنی حجاب نہیں ہوگا اور جس طرح اونٹ چرنے کے لئے نیچے جھکتا ہے تو اسکی کوہان کبھی دائیں اور کبھی بائیں ہوتی ہے تو ان کے بال بھی کوہان کی طرح دائیں اور بائیں ہوتی ہوں گی ۔

اور فرمایا کہ ایسا کیوں ہوگا یہ ننگی کیوں ہوں گی کیا غربت کا زمانہ آجائے گا ، کیا مفلسی کا زمانہ آجائے گا ، فرمایا نہیں یہ سب کچھ ہوگا لیکن چونکہ اندر فتنہ ہوگا دل میں بگاڑ ہوگا اسی وجہ وہ یہ حرکتیں اختیار کریں گی تا کہ معاشرے میں ہم اچھی لگیں اور غیر محرم مردوں کی نگاہیں ہماری طرف

---

(۱) حوالہ سابقہ. (۲) حوالہ سابقہ.

متوجہ ہوں۔

پھر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سن لو! ایسی خواتین جنت میں داخل نہیں ہوسکتیں ،اور پھر ارشاد فرمایا "وَلَا یَجِدْنَ رِیْحَھَا" کہ جنت میں داخل ہونا تو دور کی بات ہے وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکیں گی۔

جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیں گی

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ پانچ سو دن مسافت کی دوری سے آدمی جنت کی خوشبو سونگھ لے گا لیکن یہ بری عادات والی خواتین جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گی اور ظلم وزیادتی کرنے والا جو اپنے مال وجاہ کی وجہ سے دوسروں پر ظلم زیادتی کریگا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا،مرد حضرات بھی اپنی زندگی کا جائزہ لیں کہ کہیں اس گروہ میں ہمارا بھی شمار تو نہیں ہے، کہیں ہم تو کمزوروں پر ظلم تو نہیں کرتے، کہیں ہماری نظر تو کسی نامحرم کی طرف تو نہیں اٹھتی،اور خواتین بھی اس بات کو سوچ لیں کہ کہیں یہ بری خصلت ہماری کسی خاتون کے اندر تو نہیں ہے،اگر یہ چیزیں پائی جارہی ہیں تو یہ قابل اصلاح ہیں۔

عورتوں کی اچھی صفات

اور یاد رکھ لیجئے کہ سورۃ النسا میں اللہ پاک نے یہ ارشاد فرمایا کہ نیک خواتین کون ہوتی ہیں ارشاد فرمایا کہ

﴿ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ﴾ (۱)

"پس نیک بخت ہیں وہ عورتیں جو اپنے مردوں کی فرمانبردار ہیں،اور غائبانہ اپنے

---

(۱) سورۃ النساء:۳۴.

شوہروں کے مال وناموس کی حفاظت اورنگہبانی کرتی ہیں اللہ کی حفاظت سے"

"قانتات" قنوت سے اسم فاعل جمع مؤنث کا صیغہ ہے جس کے معنی خضوع اور عاجزی کرنے کے آتے ہیں یعنی خضوع کے ساتھ اطاعت کرنے والا، اوراس کے معنی فرمانبردار کے آتے ہیں یعنی نماز کے اندر خضوع اور خاموشی سے کھڑا ہونے والا، اسی سے جمع مذکر قانتون استعمال ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں اللہ تعالی کے حکم کی فرمانبرداری کرنا اور اس کا مصداق مسلمان مؤمن اور فرمانبردار لوگ ہیں، کیونکہ زندگی کے وجود میں آنے اور موت، قیامت اور حشر وغیرہ میں کافر بھی اللہ تعالی کی سرکشی نہیں کرسکتے سب اس کے مطیع ہیں اگر چہ عبادت میں نافرمان ہیں کہ وہ اللہ کے بجائے دوسروں کو معبود بناتے ہیں۔

لہذا خواتین کی یہ خصلتیں ہونی چاہیے کہ وہ نیکی اختیار کرنے والیاں ہوں اور وہ اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ کریں اور پنی اولاد کی اصلاح کی بھی فکر کریں اور ارشاد فرمایا کہ وہ اللہ پاک کی فرمانبردار ہوتی ہیں مطیع ہوتی ہیں اور شوہر کی نافرمانی سے اپنے آپکو بچاتی ہیں بڑوں کی نافرمانی سے اپنے آپکو بچاتی ہیں بچیاں والدین کی نافرمانی سے اپنے آپ کو جو بچاتی ہیں فرمایا یہ عادات ایک عورت کے اندر ہونی چاہئے اور پھر ارشاد فرمایا کہ

﴿ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ﴾ (۱)

"وہ عورتیں حفاظت کرنے والی ہیں پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت سے"

یعنی اللہ کے حکم مطابق جو اس نے حکم فرمایا یعنی شوہروں کی عدم موجودگی میں ان کے اموال، عزت وآبرو کی حفاظت کرتی ہیں، یا اس کا مطلب یہ کہ اللہ کی نیک توفیق سے یہ کام کرتی

---

(۱) حوالہ سابقہ۔

ہیں اور اپنے نفس وناموس میں اور شوہر میں مال ومتاع میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتی۔

عورتیں اپنی عزت کی حفاظت کریں

جو اپنے جسم کی حفاظت، اپنی عزت کی حفاظت خود کیا کرتی ہیں اور اپنی حفاظت کرتی ہیں کہ ان پر کسی غیر محرم کی نگاہ نہیں پڑتی اپنے آپ کو ایسا نہ بنائیں کہ جسکی وجہ سے کسی غیر محرم کے دل میں فساد پیدا ہو ان تمام باتوں سے وہ حفاظت کرنے والیاں ہوتی ہیں اور فرمایا کہ شوہر کی غیر موجودگی میں اپنی عزت کی بھی حفاظت کرنے والیاں ہوں اور مال کی بھی حفاظت کرنے والیاں ہوں تو فرمایا کہ یہ خواتین ہیں جن کے اندر اچھی خصلتیں پائی جاتی ہیں جو ایک دو تین آنکھوں سے نہیں بلکہ چار چار آنکھوں سے دیکھ کر زندگی گزارتی ہیں کہیں دامن گندہ نہ ہو جائے، عزت پر حملہ نہ ہو جائے ان تمام باتوں کی نگہداشت کرتی ہیں تو میرے دوستو، بزرگو! یہ اس وقت ہو گا جب انسان کے دل میں خود حیاء موجود ہو اور نبی پاک ﷺ کا فرمان بھی سن لیں کہ جس انسان کی زندگی میں حیاء اگر نہیں ہے تو ایمان اس کے اندر سے رخصت ہو جاتا ہے تو ایمان وحیاء دونوں لازم وملزوم ہیں اگر ایمان ہوتا ہے تو حیاء بھی رہتی ہے۔

اللہ سے حیاء کرو

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِسْتَحْيُوْا مِنَ اللّٰهِ الْحَيَاءَ" (۱)

کہ اے لوگوں اللہ سے ڈرو جیسے کہ ڈرنے کا حق ہے شرم وحیاء کا حق ادا کیا کرو تو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اللہ سے حیاء کرتے تو ہیں آپ کونسی حیاء بتا رہے ہیں تو ارشاد فر

---

(۱) جامع الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ماتقضیہ استحیاء، حدیث نمبر ۲۴۵۸، ص: ۵۶۰، دار السلام.

مایا کہ دیکھ لو جو مرد و خواتین حیاء والے ہوتے ہیں ان کی نگاہیں محفوظ ہو جایا کرتی ہیں، اس کے کان، دل، پاؤں، زبان، پیٹ بھی محفوظ ہو جایا کرتے ہیں، پیٹ میں حرام نہیں جاتا تو ارشاد فرمایا کہ جس نے ان مذکورہ اشیاء کو محفوظ کرلیا تو ارشاد فرمایا کہ

"فَقَدِ اسْتَحْيىٰ مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ" (۱)

''پس اس نے اللہ سے حیاءداری کا حق ادا کر دیا''

میرے دوستو بزرگو! صحابہ میں تو حیاء کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء جاتا تو اپنے کپڑوں کو بھی حیاء سے اس طرح اتارتے کہ ہمارے کپڑے کہیں نجاست میں ملوث نہ ہو جائیں تو اس حیاداری پر اللہ پاک نے آیت اتاردی کہ ایسی حیاء مت اختیار کرو فرمایا کہ

﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ﴾ (۲)

''خبردار! بے شک یہ لوگ اپنے سینے موڑتے ہیں کہ وہ اللہ سے چھپ جائیں یہ اس وقت بھی جبکہ وہ اپنے کپڑے لپیٹ لیتے ہیں وہ بخوبی جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں''

حیاء گناہ سے روکتی ہے

تو سن لو میرے دوستو! اللہ پاک نبی کے ذریعے سے حیاء کا راستہ متعین فرمایا اور پھر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِي فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ" (۳)

(۱) حوالہ سابقہ۔ (۲) سورۂ ہود:۵۔ (۳) صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب حدیث الغار:۴/۱۷۹۔

"جب بندہ حیا نہیں کرتا تو کرگزرتا ہے جو چاہتا ہے"

اس لئے کہ حیاء ہی وہ بنیاد ہے جو انسان کو گناہ سے روکتی ہے جو رکاوٹ بنتی ہے آج کیا وجہ ہے کہ آدمی اپنی برادری، کنبے، خاندان سے تو ڈرتا ہے اگر حیاء نہیں ہے تو صرف اللہ پاک سے نہیں کرتا اور جرأت سے گناہ کرتا ہے تو یہ اللہ سے حیاء کرنے والا شمار نہیں ہوگا۔

لباس کی نعمت

اور سن لیں کہ اللہ پاک نے سورۃ اعراف میں یہ مضمون ذکر فرمایا کہ اللہ کے کتنے احسانات ہیں پیدا کرنا، روزی دینا، اعضاء کا درست ہونا، اولاد کا حصول عزت کا ملنا ان تمام احسانوں کو اللہ پاک نے ذکر نہیں فرمایا بلکہ یہ احسان ذکر فرمایا کہ

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا﴾ (۱)

اے انسانو! ہم نے تمہیں لباس کی نعمت عطاء کی کیوں یہ کونسا اتنا بڑا احسان ہے اس لئے کہ اس لباس کے ذریعے ایک انسان حیوان سے ممتاز و جدا ہوتا ہے اور لباس انسان کی فطرت ہے اللہ پاک نے جب آدم حوا دونوں کو جنت میں پیدا فرمایا اور جس درخت کے کھانے سے منع فرمایا شیطان نے ورغلایا ترغیب دی اور یہ پٹی پڑھائی کہ اللہ پاک نے اس لئے منع فرمایا کہ وہ دنیا میں بھیجنا چاہتا ہے یہ پھل اگر تم کھاؤ گے تو جنت میں تمہیں ہمیشگی نصیب ہو جائے گی، اگر تم کھا لیتے ہو تو تم فرشتے بن جاؤ گے جنت میں رہو گے حضرت آدم علیہ السلام اللہ کا پڑوس و قرب چاہتے تھے تو اس پھل کو کھالیا قرآن کہتا ہے کہ جیسے ہی آدم و حوا نے کھالیا تو کھاتے ہی جنت کا لباس جسم سے اترنے لگا جیسے ہی لباس نیچے ہونے لگا تو ارشاد فرمایا کہ

---

(۱) سورۃ اعراف: ۲۶.

﴿ فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ﴾ (۱)

ان کا لباس اترنے لگا ستر کھلنے لگا تو کیا کیا؟ فرمایا کہ جنت کے درختوں سے پتے توڑ کر اپنے جسم سے لپیٹنے لگے کیوں؟ حالانکہ دونوں میاں بیوی ہیں اور یہ سب کیوں؟ حالانکہ تیسرا وہاں کوئی نہیں ہے فرشتے بھی اس وقت وہاں پر موجود نہیں تھے جب یہ حادثہ پیش آیا پھر فوراً جسم کو ڈھانپا کیوں؟

لباس فطرت ہے

یہ سب اس لئے کہ لباس انسان کی فطرت ہے وہاں پر ہی جہاں یہ واقعہ اللہ پاک نے یہ ذکر فرمایا تو وہاں ہی فرمایا کہ شیطان ہر طرف سے آئے گا، آگے سے پیچھے سے، ہر برائی والا راستہ شیطان کا راستہ ہے، ہر اطاعت وفرمانبرداری کا راستہ اللہ کا راستہ ہے، اللہ کی فرمانبرداری کرو گے اور شیطان کی مخالفت کرو گے تو اللہ پاک تک پہنچ جاؤ گے، اللہ کا قرب حاصل ہوگا، یہ شیطان انسانوں کو بے حیاء بنانا چاہتا ہے آدمی سے حیاء کو نکالنا چاہتا ہے، ارشاد فرمایا کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے تم اسے نہیں دیکھ سکتے، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم آپ کو اس سے بچنے کا راستہ بتا دیتے ہیں وہ یہ کہ جو لوگ اللہ کے احکامات کو نہیں مانتے اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں ایسے لوگوں کا شیطان دوست ہوا کرتا ہے، ایسوں کو گمراہ کیا کرتا ہے تو فرمایا کہ اگر تم سے کوئی ایسا قصور ہو گیا اور شیطان نے تم سے قصور کروالیا ہے، اس قسم کا جرم اگر تم سے ہو گیا ہے، حیاء داری کے خلاف ہے تو فرمایا اللہ پاک سے توبہ کرلینا، اس کی رحمت سے مایوس مت ہونا، لیکن توبہ میں تاخیر مت کرنا۔

آدم علیہ السلام کا استغفار

تو آدم علیہ السلام نے اپنے سے غلطی سرزد ہو جانے پر اللہ پاک کی طرف رجوع کیا اور

---

(۱) سورۂ طٰہٰ: ۱۲۱۔

کہنے لگے:

﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ﴾ (۱)

"اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کرلیا اور اگر آپ ہمیں معاف نہیں کریں گے تو ہم ہو جائیں گے خسارہ پانا والوں میں سے"

تو اس توبہ واستغفار پر اس ذات پاک نے ان کی توبہ کو قبول کرلیا۔

شیطان کے مردود ہونے کی وجہ

اور اس کے برخلاف شیطان کو جس وقت اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تو اس نے اللہ تعالی کا حکم ماننے کے بجائے اپنی عزت اور برتری کو تلاش کرتے ہوئے اس بات پر کہ میرا مادہ تخلیق آگ ہے جو اوپر کو اٹھتی ہے جبکہ جس کے سامنے سجدہ کرنے کا مجھے حکم فرمایا جارہا ہے اس کی مادہ تخلیق مٹی ہے جس کی فطرت یہ ہے کہ وہ اوپر جانے کے بجائے نیچے کو گرتی ہے،ان باتوں میں پڑنے کی وجہ سے اپنے رب کے حکم کو اپنے خالق و مالک کا حکم سمجھ کراس کو بجالانے کے بجائے اپنی نافرمانی پر ڈٹ گیا،اور اللہ پاک کی رحمت سے مایوس ہوگیا تو بہ میں تاخیر کرنے لگا اور حیلے اور حجت پیش کرنے لگا،طرح طرح کے دلائل لے کر آنے لگا پس گویا اس نے اپنے دلائل کی بنیاد پر اپنے آپ کو حق پر سمجھا اور اپنے جرم کو جرم نہ سمجھا تو اللہ تعالی نے اسے ہمیشہ کے لئے لعین اور مردود کردیا اور وہ راندۂ درگاہ ہوگیا،اللہ پاک نے اپنے دربار سے ہمیشہ کے لئے دھتکار دیا ہے۔

تو میرے دوستو!اللہ پاک کے جو ضابطے ہیں ان ضابطوں کو اپنی زندگی میں لے کر آؤ

---

(۱) سورۃ الاعراف:۲۳۔

جو حیاوالا راستہ نبی پاک ﷺ نے بتایا وہی حیاء داری پاکدامنی والا راستہ ہے دیکھو قرآن مقدس میں اللہ پاک نے حیاء دار عورتوں کے قصے کس طرح فرماتے ہیں۔

حضرت مریم کا قصہ

اللہ پاک نے ایک حیاء دار عورت کی پاکدامنی کو ذکر فرمایا تو پوری سورت کو اللہ پاک نے نازل فرمایا کہ پاکدامن عورت کا قصہ سن لو کہ کتنی پاک دامن ہیں کہ ایک دفعہ وہ غسل کرنے کے لئے جب اپنے گھر کے کنارے تشریف لے گئیں اور غسل کرنے لئے حجاب سا بنایا تو اللہ تعالی فرماتے ہیں ہم نے ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جوان کے سامنے ایک انسانی شکل میں آ گیا تو فرمایا جب انھوں نے اپنے سامنے انسان کو دیکھا تو فوراً کہنے لگیں کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں یعنی اللہ کے بندے اللہ سے ڈرو تو کیوں یہاں آ گیا ہے؟ نرم لہجہ اختیار نہیں کیا سختی سے کہا کہ کیوں آئے ہو، عزت پر آنچ آ رہی ہے، فوراً جھڑک دیا تو اس فرشتے نے جواب دیا کہ میں انسان نہیں، بلکہ میں اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا فرشتہ ہوں، اور اللہ نے مجھے اس لئے بھیجا تاکہ آپ کو پاک لڑکا عطاء کروں، تو مریم نے کہا کہ بیٹا دینے کے جو دو سبب ہیں وہ میں نے اختیار نہیں کیے، ایک سبب جائز ہے اور ایک ناجائز ہے، یعنی نکاح اور زنا کا سبب، ان میں سے میں نے کوئی اختیار نہیں کیا تو اب ان اسباب کے بغیر لڑکے کا پیدا ہونا ناممکن ہے لہذا میرا لڑکا کیسے ہو گا؟

عیسی علیہ السلام کی تخلیق اور مریم کی پریشانی

جبریل نے کہا کہ تیرے رب کا یہی حکم ہے اسی طرح ہی ہوگا کہ بلا سبب تجھے اللہ پاک

لڑ کا عطاء کرے گا، وہ ذات اس پر قادر ہے کہ اللہ پر کوئی کام مشکل نہیں ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ تیری پاک دامنی کا تذکرہ تا قیامت ہوتا رہے اس لئے یہ فیصلہ اللہ نے کیا ہے کہ وہ بغیر سبب تم کو اولاد دے گا،تو جبریل نے گریبان میں پھونکا تو انھیں بچے کا احساس ہوگیا اور پیٹ بھاری ہونے لگا کہ عیسیٰ پیٹ میں آگئے جلد سے جلد یہ مرحلہ طے ہونے لگا کہ نو ماہ کا فاصلہ جلد طے ہوگیا،قوم کے پاس بچہ لے کر آ گئی، پاک دامن عورت ڈرا کرتی ہے،اسے خوف وحیاء ہوا کرتی ہے کہ حیاء نہ چھن جائے، کہیں حیاء پر حملہ نہ ہو جائے تو جب درد محسوس ہونے لگا اللہ پاک سے کہنے لگیں کہ کاش آج اگر میں پیدا ہی نہ ہوتی، میرا نام ہی دنیا میں نہ ہوتا، یہ دن ہی نہ دیکھتی، میں قوم کو کیا جواب دوں گی؟ اور خاندان والوں کے سامنے کیا منہ دکھاؤں گی؟

اللہ تعالی کی حضرت مریم کو تسلی

اللہ اکبر! اللہ پاک نے براہ راست خطاب فرمایا کہ اے مریم! پریشان نہ ہونا تو باحیاء ہے،تو پاکدامن ہے، تیری پاکدامنی کی ہم لاج رکھیں گے،ہم سارے اسباب پیدا کریں گے، بیٹا ہم نے خود دیا ہے جوابات بھی ہم خود دیں گے، تجھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے،تو فرمایا کہ سامنے ایک کھجور کا درخت ہے،آپ اسے حرکت دیں تو فوراً کھجوروں کے تازے خوشے نکل آئے تو اس سے تازہ کھجور گرنے لگے، یہ پاکدامنی کا صلہ اللہ پاک نے دنیا میں دیا ہے اللہ پاک نے روزی کا بندوبست فرمادیا تو فرمایا کہ پاؤں زمین پر مارو، جب پاؤں زمین پر مارا تو فوراً چشمہ نکل آیا اس پانی کو استعمال کرو، وہ پانی پیا، وہ کھجوریں کھائیں، اللہ پاک نے اس تکلیف کو دور فرمادیا یا اللہ معاملہ تو فارغ ہوگیا کوئی اور عورت مدد کرنے والی نہیں ہے، اللہ پاک براہ راست

نگہداشت کررہا ہے۔

حضرت مریم قوم کے سامنے

تو قوم کے پاس وہ بچہ لے کر آ گئیں قوم نے کہا مریم یہ کیا ہوا؟ کہاں سے آیا؟ یہ عجیب چیز کہاں سے لائی ہو؟ حضرت مریم کی نگاہیں شرم کے مارے نیچے جھکی ہوئی ہیں، لیکن اللہ پاک آسمانوں سے خود جواب کے اسباب بنا رہا ہے کہ مریم کو حکم دیا کہ دیکھو کہ تیری ماں بھی نافرمان نہیں تھی وہ بھی نیک صالح تھیں تیرا باپ بھی نیک صالح انسان تھا، یہ بچہ کیسے ہو گیا؟ تو اللہ پاک نے حکم دیا کہ اے مریم! آپ جواب نہ دینا، ہم خود تیری پاک دامنی کا جواب دیں گے، اللہ پاک کے حکم مطابق حضرت مریم علیہا السلام نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا، فرمان خداوندی یہ تھا کہ آپ سے جو بات کرے اسے کہہ دینا کہ آج میرا خاموشی کا روزہ ہے (اس زمانے میں بات کا بھی روزہ ہوا کرتا تھا) میں بات نہیں کر سکتی خود بچے سے پوچھ لیں، قرآن مجید اس کو یوں بیان فرماتا ہے: ﴿ فأشَارَتْ إلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِيْ الْمَهْدِ صَبِيّاً ﴾ (۱)

ان کے پوچھنے پر مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا تو قوم والے کہنے لگے کہ اے مریم! ہم اس بچے سے کیسے پوچھیں جو کہ گود میں ہے، یہ بچہ بھلا کیسے بولے گا؟ تو کہا کہ اللہ کا حکم ہے اسی سے پوچھو یہ کہنا ہی تھا۔

عیسیٰ علیہ السلام کی گفتگو

اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بول پڑے

﴿ إنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيّاً ﴾ (۲)

---

(۱) سورۂ مریم: ۲۹۔ (۲) سورۂ مریم: ۳۰۔

”میں اللہ کا بندہ ہوں، اللہ تعالی نے مجھے کتاب عطا فرمائی، اور مجھے نبوت عطا فرمائی“

حکم خداوندی کے مطابق بچوں کی عادت کے خلاف چند گھنٹے کا بچہ ہے اور کہہ رہا ہے کہ سن لو میں اللہ کا بندہ ہوں، میں مریم کا بیٹا ہوں، مجھے کتاب اللہ پاک نے دی ہے، اور مجھے نبی بنایا، میری ماں کی طرف بری نگاہ سے مت دیکھنا، برے خیالات مت کرنا، مجھے میرے رب نے وصیت کی ہے، کہ میں نماز ادا کروں، زکوۃ ادا کرتا رہوں، جب تک زندہ رہوں گا میں اعمال صالح کرتا رہوں گا، مجھے میرے رب نے ماں کا فرمانبردار بنایا ہے، میں بدبخت انسان نہیں ہوں، میں پاک دامن ہوں، میری ماں بھی پاکدامن ہے، قرآن کہتا ہے مریم سچی ہیں، مریم کی عبادت دیکھو مردوں کی ایک بڑی جماعت بھی اپنے رب کو اس طرح راضی نہیں کرسکتی۔

جس طرح مریم نے اپنے رب کو راضی کیا ہے تو میرے دوستو اللہ پاک نے انکی پاک دامنی کا ذکر کیا ہے اور پھر فرمایا یہ عیسی بن مریم ہیں، اصول ہے کہ چالیس سال کے بعد نبیوں کو نبوت عطاء ہوا کرتی ہے، لیکن انکو اللہ پاک نے پہلے ہی دن سے نبوت عطاء کردی ہے، تو میرے دوستو یہ ہے پاک دامنی، عفت اور پاکیزگی جو پاکدامن عورت ہوا کرتی ہے غیب سے اللہ پاک اسکی مدد فرماتے ہیں اگر اسکی عزت پر کوئی آنچ آجائے تو اللہ پاک خود بیچ میں آجایا کرتا ہے۔

باحیااور پاکدامن رہنے والے کے لئے جنت کی ضمانت

حضورﷺ کا پاک ارشاد ہے

”عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ يَضْمَنْ

لِيْ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ ، وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ" (۱)

''حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا پاک ارشاد ہے جو بندہ مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دے گا میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں''

میرے دوستو! حیا اور پاکدامنی کے اصول اور بنیاد میں سے دو اہم چیزیں یہ ہیں جو حضور ﷺ ان کی ضمانت دینے پر جنت کی ضمانت کا وعدہ فرما رہے ہیں کہ جو بندہ اپنی زبان اور شرمگاہ کو غلط استعمال نہیں کرے گا وہ یقیناً جنتی ہوگا۔

جسم کے اعضاء اللہ کی نعمت ہیں

اللہ رب العزت نے انسان کے جسم کے اندر مختلف اعضاء پیدا فرمائے اور ان میں سے ہر عضو اپنی افادیت میں اس طرح ہے کہ دوسرا کوئی عضو اس کی جگہ پورا نہیں کر سکتا خواہ جتنا ہی اہم ہو انسان کی زندگی کی سب ضرورتیں انہی اعضاء سے پوری ہوتی ہیں اور یہ اللہ تعالی کے عطا کردہ اعضاء جس طرح فائدہ پہنچانے میں کامل ہیں اسی طرح اللہ تعالی نے شریعت کی رو سے ان میں کچھ اصول مقرر فرمائے، ان پر کچھ پابندیاں بھی عائد فرمائیں، اگر ان پابندیوں اور اصول کا لحاظ کرتے ہوئے استعمال کیا جائے تو افادیت کامل کے ساتھ ساتھ انسان نیک بخت صالح اور عزت دار بھی رہتا ہے اور اپنی ہمیشہ کی زندگی کو سنوارنے والا بھی شمار ہوتا ہے۔

ان نعمتوں میں سے مثال کے طور پر آنکھ انسانی جسم کے اندر خدا تعالی کی عطا کردہ ایک عظیم نعمت ہے لیکن حق تعالی نے اس سے دیکھنے اور اس نعمت سے فائدہ اٹھانے کے لئے کچھ

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان: ۹۵۸/۲

ضوابط ضرور مقرر فرمائے ہیں، اور انسان کو اس بات کا پابند بنایا گیا ہے کہ بعض چیزوں کو دیکھنے میں اس آنکھ کو استعمال نہ کیا جائے، اور اس طرح کان بھی عظیم نعمت ہے کہ اس میں اللہ تعالی نے سماع جیسی اہم صلاحیت رکھی ہے کہ اس سے ذریعے انسان بے انتہاء فوائد، ذکاوت، سمجھداری اور چالاکی حاصل کرتا ہے حتی کہ اپنی مادری زبان بولنے کے لئے بھی اس کان کا محتاج ہے، مشاہدہ ہے کہ جو بچہ بہرہ ہوتا ہے وہ بولنے پر بھی قادر نہیں ہوتا، باوجود اس کے کہ اس کی زبان صحیح سالم اور بولنے میں باصلاحیت ہوتی ہے وجہ صرف یہ ہے کہ اس نے کچھ سنا ہی نہیں ہوتا جنھیں اپنی زبان سے ادا کرے لیکن شریعت نے ان کانوں کو بھی ہر آواز سننے کے لئے اجازت نہیں دی جیسا کہ گانے اور موسیقی سننا۔

زبان کی نعمت

اور اسی طرح زبان سے انسان کی کئی ضرورتیں وابستہ ہیں، اسی سے آدمی بولتا ہے اور کسی چیز کا ذائقہ چکھنے کے لئے اور سخت وزم، سرد اور گرم اور کڑوا اور میٹھا، ماکولات ومشروبات کی تمیز کرنے کے لئے بھی اسی کی طرف سرنگوں ہے اس میں بھی شریعت نے اسے استعمال کرنے میں انتہائی پابندیاں اور کامیابی وناکامی کا گویا اصل ماخذ قرار دیا ہے، کیونکہ انسان کا اسلام وایمان اسی وقت معتبر ہوتا ہے جب وہ اپنی اسی زبان سے حق تعالی وحدہ لاشریک کی وحدانیت اور حضور اکرم ﷺ کی رسالت کا اقرار کرے، اور اس کے علاوہ اعمال میں سے جیسے قرآن کریم کی تلاوت، ذکر اللہ اور حضور اکرم ﷺ پر درود بھی اسی زبان سے ادا کرتا ہے اور اس کے برعکس اسی زبان کو اگر غلط استعمال کرکے نعوذ باللہ اگر اسی سے کلمہ کفر ادا کرتا ہے تو دائرہ ایمان سے خارج ہو

جاتا ہے اور اسی طرح اگر کسی کا گلہ شکوہ، بہتان تراشی یا کسی مسلمان کی پردہ دری کرتا ہے تو یہ زبان اس کے لئے قیامت کے دن وبال بن کر اسے جہنم میں گرانے کا سبب بنے گی۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام کی نصیحت

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے ایک طویل حدیث میں ان اعمال کا ذکر فرماتے ہیں جو انسان کو جنت میں داخل کرنے کا سبب بنتے ہیں۔اس حدیث کا کچھ حصہ جو اس وقت کے موضوع سے منسلق ہے کو ہم ذکر کرتے ہیں:

"عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَأَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيْبًا مِّنْهُ ، وَنَحْنُ نَسِيْرُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِيْ الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِيْ عَنِ النَّارِ" (۱)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ سفر میں میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھا تو صبح کے وقت میں حضور کے قریب ہو گیا اس حال میں ہمارا سفر جاری تھا، اسی دوران میں نے حضور ﷺ سے یہ سوال کیا اے پیغمبر ﷺ مجھے وہ عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کرا دے اور جہنم سے دور کر دیں تو حضور ﷺ نے میرے اس سوال کو سراہتے ہوئے فرمایا تحقیق آپ نے سوال کیا بہت بڑی قیمتی چیز کے بارے میں اور بے شک یہ کام آسان ہوتا ہے اس بندے پر جس کے لئے اللہ تعالی آسان فرمائیں، اس کے بعد حضور ﷺ ان اعمال کا ذکر

---

(۱) جامع الترمذی، ابواب الایمان عن رسول اللہ، باب ماجاء فی حرمة الصلاة، رقم الحدیث:۲۶۱۶، ص:۵۹۴

فرمایا

"تَعْبُدُ اللّٰهَ ، وَلَا تُشْرِکُ بِهٖ شَيْئاً ، وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ ،
وَتُؤْتِي الزَّکَاةَ ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ " (۱)

کہ اللہ تعالی کی عبادت کر اور کسی چیز کو اللہ تعالی کے ساتھ شریک نہ کر، اور نماز قائم کر اور زکوۃ ادا کرتا رہے اور رمضان کے روزہ رکھتا رہے اور بیت اللہ کا حج کر۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا

"أَلَا أَدُلُّکَ عَلٰى أَبْوَابِ الْخَيْرِ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ
الْخَطِيْئَةَ کَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ " (۲)

اے معاذ! میں آپ کو خیر کے دروازے یعنی اہم کام نہ بتاؤں؟ پھر آپ نے یہ چیزیں بتلائیں: روزہ انسان کے لئے ڈھال ہے یعنی اس کو گناہوں سے اسی طرح بچاتا ہے جس طرح کہ ڈھال انسان کو تلوار کے وار سے بچاتا ہے، اور صدقہ گناہوں کو بجھا دیتا ہے جیسا کہ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے یعنی صدقہ گناہوں کو اس طرح بے اثر کر دیتا ہے کہ جس طرح پانی آگ کو بے اثر کر دیتا ہے یعنی ان گناہوں پر مرتب ہونے والے اثرات، مصائب بیماریاں، وبائیں اور آفات وغیرہ نازل ہونے والی ہوتی ہیں، صدقہ ان کو روک دیتا ہے۔ اور آدمی کا راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھنا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفاً وَّطَمَعاً﴾ (۳)

"اور اللہ کے ماننے والے لوگوں کی صفات میں سے یہ ہیں کہ ان کے پہلو دور

---

(۱) جامع الترمذی، أبواب الایمان عن رسول اللہ، باب ماجاء فی حرمۃ الصلاۃ۔ (۲) حوالہ سابقہ

(۳) سورۃ الم سجدہ: ۱۶، ص: ۵۹۵۔

رہتے ہیں اپنے بستروں سے اس حال میں کہ وہ اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں اس
سے ڈرتے ہوئے اور بھلائی کی امید رکھتے ہوئے، اور جو ہم نے انھیں رزق دیا اس
سے خرچ کرتے رہتے ہیں، پس کوئی نفس نہیں جانتا کہ اللہ تعالی نے ان کے لئے
ان کے آنکھوں کی ٹھنڈک کے طور پر کیا کیا کچھ تیار کر رکھا ہے، یہ بدلہ ہوگا ان لوگوں
کے لئے جو اچھے اعمال کرتے ہیں"

پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! میں آپ کو تمام امور کی بنیاد نہ بتادوں اور دین کا ستون نہ بتادوں اور اس کا بلند درجہ نہ بتادوں؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ضرور بتادیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا

"رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ ، وَعُمُوْدُهُ الصَّلَاةُ ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ" (۱)

"تمام کامیابیوں کی بنیاد اور جڑ اسلام ہے اور اسکا ستون
نماز ہے، اور اس کی چوٹی کی بلندی جہاد فی سبیل اللہ ہے"

دین کا خلاصہ زبان کی حفاظت ہے

پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! میں آپ کو ان تمام کاموں کا سردار نہ بتادوں تو میں نے کہا ضرور بتادیجئے اے رسول اللہ ﷺ تو آپ نے زبان کو اپنے ہاتھ میں پکڑا، پھر فرمایا

"كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا" (۲)

"اس زبان کو اپنے قابو میں رکھیں"

پھر میں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی کیا ہر وہ بات جو ہم زبان سے نکالتے ہیں اس پر

---

(۱) جامع الترمذی ، ابواب الایمان عن رسول اللہ، رقم الحدیث ۲۶۱۶ ص: ۵۹۵۔ (۲) ایضاً۔

ہماری پکڑ ہوگی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ تیری ماں تجھے روئے! لوگ جہنم میں اوندھے منہ نہیں گریں گے، یا فرمایا اپنی ناک کے بل جہنم میں نہیں گریں گے مگر اپنی زبان کی کاٹی ہوئی کھیتی کی وجہ سے۔

یعنی جس طرح درانتی کاٹنے میں کارآمد پودوں کو اور بے کار گھاس وغیرہ میں تمیز کئے بغیر اگر چلائی جائے تو وہ ان سب کو یک مشت بے کار کرکے رکھ دیتی ہے اسی طرح آدمی کی زبان بھی اگر شرعی حدوددوں کا لحاظ کئے بغیر استعمال کی جائے یعنی اس کے استعمال میں جائز و ناجائز کی پرواہ نہ کی جائے تو وہ انسان کے اعمال کو اسی طرح بے کار کر دیتی ہے جس طرح کوئی کاٹنے والی چیز درخت، پودوں وغیرہ کو کاٹ کر بے حس کر دیتی ہے، پس میرے دوستو! زبان کے استعمال نہایت احتیاط کرنی چاہئے کیونکہ زبان صرف ایک کام نہیں کرتی بلکہ انسان کی کامیابی و ناکامی کے لئے بنیادی سبب بنتی ہے کہ جس طرف حدیث پاک میں آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا دیا۔

جو چپ رہا وہ نجات پا گیا

اور دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے آپ ﷺ نے فرمایا

"مَنْ صَمَتَ نَجَا" (۱)

"جو بندہ خاموش رہا اس نے نجات پائی"

اس مختصر کلام میں حضور ﷺ نے اس بات کا حکم فرمایا کہ بھلائی کے علاوہ فضول لہو ولعب کی باتوں سے خاموش رہنا بہتر ہے کیونکہ اگر بھلائی کی بات کرے گا تو اس پر ثواب کا ملنا یقینی ہے اور اس کے برعکس اگر فضول بات کرتا ہے تو اس میں ثواب کے بجائے اس بات کا خطرہ ہے

---

(۱) سنن ترمذی، باب الصفۃ القیامۃ، حدیث نمبر ۲۵۰۱

کہیں یہ میرے خلاف اور میرے لئے وبال نہ بن جائے اس لئے فضول باتوں کے بجائے خاموش رہنے میں ہی سلامتی ہے۔

دواعمال پر جنت کی ضمانت

حضور اکرم ﷺ کا فرمان کہ جو بندہ مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے گا میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں اگر غور سے دیکھا جائے تو واقعتاً اکثر گناہوں کا منبع اور مصدر یہی دونوں عضو ہیں زبان ہی سے زیادہ تر دوسروں کو اذیت پہنچتی ہے، اسی ہی کے ذریعے جھوٹ بول کر ایک بندے کو دوسرے پر بھڑکایا جاتا ہے اور اسی ہی کے ذریعے معاشرے میں فتنہ اور فساد پھیلا کر معاشرے کو خراب کیا جاتا ہے پھر وہ معاشرہ ایسا بن جاتا ہے کہ نہ اس میں شریف آدمی آرام کی زندگی گزار سکتا ہے اور نہ ہی وہ بندہ اپنی زندگی آسانی سے گزار سکتا ہے جس کے نفس میں شرارت پائی جاتی ہے یعنی شر کی ابتداء کرنے والا خود ہی اپنے شر سے تنگ ہو کر حیران وسرگردان ہو کر مارے مارے پھرتا ہے، اور یہی وہ زبان ہے جس کے ذریعے دوسرے پر بہتان باندھا جاتا ہے، اور ایک دوسرے پر الزام تراشی کی جاتی ہے، گالی گلوچ اور بدگوئی سے ایک دوسرے کے درمیان محبت کی فضاء ختم کر کے ایک دوسرے کے درمیان بغض وعداوت، دشمنی حتیٰ کہ ایک دوسرے کی جان لیوا اور گویا ہر ایک دوسرے کے خون کا پیاسا بن کے رہ جاتا ہے حتیٰ کہ ایک دوسرے کے مال مویشی اور جانوروں کو بھی معاف نہیں کیا جاتا اور اسی ہی زبان کے ذریعے ایک دوسرے کی غیبت کی جاتی ہے جو کہ اتنا قبیح ہے کہ قرآن نے اسے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مثل فرمایا ہے۔

اپنا محاسبہ

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے بسا اوقات انسان زبان سے ایک کلمہ کہتا ہے جسے وہ معمولی سمجھتا ہے اوراس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا ،تو کبھی کبھی انسان کی زبان سے ایسا جملہ بھی نکل جاتا ہے جو اللہ تعالی کی ناراضگی کا ایسا سبب بنتا ہے کہ اس کا کہنے والا وہ ایک جملہ کہنے کی وجہ سے جہنم کی گہرائی میں جا گرتا ہے اس لئے دوستو زبان کی حفاظت بہت ضروری ہے اگر کوئی انسان زبان پر قابو پالے تو سمجھ لیجئے کہ اس نے اپنے آپ کو کئی آفتوں اور گناہوں سے محفوظ کرلیا اور اگر انسان کو یہ دھیان رہے کہ میں نے ہر ہر جملے کا حساب دینا ہے اور کہنے سے پہلے ذرا سوچنے کی عادت ڈالے کہ میں جو جملہ ابھی کہنا چاہ رہا ہوں کیا یہ میرے لئے فائدہ مند ہوگا یا نقصان دہ ، آیا یہ میری دنیا کی زندگی کو سنوارنے والا ہے اس طرح کہ جس سے آخرت برباد ہوجائے یا اس میں میرے لئے دنیا وآخرت کا فائدہ ہے اگر بندہ اس بات کا خیال رکھے تو زبان پر قابو پانا کوئی مشکل نہیں اور نیز دن بھر میں کی ہوئی گفتگو اور مکالمات کے محاسبے کے لئے روزانہ اگر رات کو کوئی وقت مقرر کرلے کہ اس میں اس بات پر غور کریں کہ آج کی گفتگو میں کتنی باتیں بھلائی کی کہ جن سے مجھے ثواب ملے ، اور کتنی باتیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں یہ خطرہ کیا جاتا ہے کہ یہ میرے لئے وبال بن جائیں گے ، پس اگر اس بات کی فکر ہو تو اللہ تعالی سے امید ہے کہ اس کی رحمت ونصرت اس کا ہاتھ تھام کر اسے راہ راست پر ضرور لائیں گے ، اور اسے زبان کی آفات ، بلاؤں اور مصیبتوں سے کامل نجات عطا فرمائیں گے۔

باحیاءوپاکدامن بندے کی دستگیری

اگرانسان آپ کواللہ تعالی کی رضا کی جستجو کے لئے اپنی دنیا کی پرواہ کئے بغیر اپنی زندگی اسی کی محبت ورضاء میں وقف کردیں تو اللہ تعالی ایسے بندے کو نہ دنیا میں ذلیل ہونے دیتے ہیں اور نہ ہی آخرت میں، اگرکوئی ایسی بات سامنے آجائے جواس کی عزت وآبرو پر، اوراس کی عفت و پاکدامنی پر آنچ ڈالنے والی ہوتو اللہ تعالی اپنی رحمت اوراپنی قدرت سے اس کا دفاع فرماتے ہیں،اس بارے میں ایک اہم واقعہ اپنے دل کی کھڑکیاں کھول کرسن لیجئے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کاواقعہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضوراکرم ﷺ کاطریقہ مبارکہ یہ تھا کہ جب کسی سفریاغزوہ کے لئے جاتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے تھے، جس کا قرعہ نکلتا اس کو اپنے ساتھ لے چلتے غزوہ بنی مصطلق میں جب قرعہ میں میرا نام نکلا تو میں آپ ﷺ کے ساتھ اس غزوہ میں ہم سفر رہی ،غزوہ سے فارغ ہونے کے بعد جب واپسی فرمائی تو ایک جگہ حضوراکرم ﷺ اورصحابہ نے رات کو پڑاوڈالا، پھرصبح کے وقت جب سفر کے لئے اٹھے تو اسی وقت میں قضاء حاجت کے لئے چل دی، واپس آنے پر جب میں نے اپنے سینے پہ ہاتھ مارا تو میں نے اپنا ہار گم پایا تو میں اسی ہار کی تلاش میں اپنے قدموں پرواپس لوٹی ،پھر جب میں اپنے پڑاووالی جگہ پر پہنچی تو میں نے پایا کہ قافلہ جاچکا ہےتو میں پریشانی کے عالم میں آکراپنی اسی جگہ میں بیٹھ گئی کہ جب حضو ﷺ کو پتہ چلے گاتو واپس تلاش کرنے کے لئے اسی جگہ پہ آئیں گے تو میں نے مناسب سمجھا کہ اپنی اسی جگہ کو نہ چھوڑوں اسی دوران مجھے نیند غالب ہوگئی، اتنے میں

حضرت صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ آگئے جنھیں حضور ﷺ نے لشکر کا سامان وغیرہ سنبھالنے کے لئے لشکر کے پیچھے پیچھے چلنے کا حکم فرمایا تھا کہ لشکر سے اگر کوئی چیز گر جائے تو اس کو اٹھا لیں، یا لشکر میں کوئی ایسا بندہ جسے یا اس کی سواری کو کسی مدد کی ضرورت ہو تو اس کی مدد کرے تو حضرت صفوان رضی اللہ تعالی عنہ نے دیکھتے ہی مجھے پہچان لیا اور اناللہ پڑھنے لگے تو ان کی اس آواز سے میں جاگ گئی تو انھوں نے مجھ سے کوئی بات کئے بغیر اونٹ کو بٹھایا اور میں اس پر سوار ہو گئی تو اونٹ کا مہار پکڑ کر روانہ ہو گئے۔ جب منافقوں کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو انھوں نے اپنی دلی دشمنی اور بغض وعداوت کو پورا کرتے ہوئے طرح طرح کی باتیں اور بہتان گھڑنا شروع کر دیئے تو ان کے اس پروپگنڈہ میں آکر کچھ سادہ لوح مسلمانوں نے بھی اس پر خاموشی اختیار کر لی تو میں اپنے دل ہی دل میں یہی سوچتی تھی کہ میری برات کے بارے میں اللہ تعالی ہی جانتا ہے اور اللہ تعالی ہی میری برات کا کوئی راستہ نکالیں گے، پس ایسا ہی ہوا کہ اللہ تعالی نے میری برات میں قرآن کریم کی آیات اتار دیں۔

حضرت عائشہ کی برات

دیکھتے نہیں ہو کہ حضرت عائشہؓ پر تہمت لگی اماںؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ کو اللہ پاک دل میں یہ بات ڈال دے گا کہ عائشہؓ بری ہیں لیکن قربان جاؤں اس اللہ پر، خالق و مالک پر، میرے ماں باپ اس پر قربان ہوں جس نے میری عزت وعفت پر دو رکوع قرآن اتارا ہے فرمایا جس نے دیکھنا ہو وہ سورۃ النور میں دیکھے پورے قرآن میں غصہ صرف اسی رکوع میں غصہ زیادہ ہے جہاں حضرت عائشہؓ پر تہمت لگی، جہاں اماں رضی اللہ عنہا کی براءت اتری، پورا رکوع غصے کا

ہے،فرمایا کیوں تم نے یہ جملہ کہا؟ یہ لفظ ”لولا“ ایسی دل پر چوٹ مارتا ہے کہ کیوں تم نے بدگمانی کی اماں سے کیوں تم نے یہ نہ سمجھا کہ یہ جھوٹی بات ہے،جنھوں نے یہ بہتان باندھا اماں پر ان کے لئے آخرت میں بڑا دردناک عذاب ہوگا چار گواہ کیوں نہیں لے کر آئے ہو تم نے ایسی باتیں کی ہیں اور فرمایا اور پھر تہمت لگانے والوں کے لئے حکم بھی اتارا فرمایا انکی سزا یہ ہے کہ انکو اسی اسی کوڑے لگاؤ پاک دامن کی پاک دامنی کو خراب کرنا کوئی معمولی بات ہے دوسرا یہ اعلان فرمایا کہ قیامت تک انکی گواہی قبول نہیں ہے، یہ فسق وفجور اختیار کرنے والے ہیں،لیکن شریعت نے کہا کہ نیک صالح بھی بن جائے گواہی پھر بھی قبول نہیں، یہ سزا ہمیشہ کے لئے ہے کہ گواہی قبول نہیں ہے کہ اس کو کوڑا لگا ہوا ہے،تو میرے عزیز دوستو! اسلام ہمیں پاک دامنی کا درس دیتا ہے،عفت کا درس دیتا ہے، اپنے لباس کو پاک دامنی دیجئے عورت کو یہ حکم ہے کہ اپنے چہرے، کو جسم کو ڈھانپ کر رکھے،فرمایا چہرہ کھول کر جاہلیت کے زمانے کی طرح باہر مت نکلا کرو، نمازوں کا خیال رکھنا، زکوۃ دینا، یہ تمھارے کام ہیں، اللہ ورسول کی اطاعت کرنا، بغیر ضرورت کے گھر سے باہر مت نکلنا۔

قرآن کریم کا مومنوں کو باحیا رہنے کا حکم

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا
فُرُوْجَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴾ (۱)

”اے نبی ﷺ! آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں جھکا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے پاکی کی بات ہے بے شک

(۱) سورۃ النور: ۳۰.

اللہ تعالی باخبر ہے اس سے جو وہ کرتے ہیں“

اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے محمد ﷺ! آپ اپنی امت سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، مؤمنین کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم حضور اکرم ﷺ کے ذریعے سے فرمانا، برخلاف اس طریقے کے کہ جس طرح نماز میں روزہ حج، زکوۃ وغیرہ کا حکم اللہ تعالی نے براہ راست فرمایا کہ یہ حکم بھی براہ راست فرمانا کوئی مشکل نہیں تھا، بلکہ اس میں ہزاروں حکمتیں ہیں ایک ان میں سے یہ ہے کہ بسا اوقات والد اپنی حیات سے اپنے بیٹوں کو ایسی بات خود نہیں کہتا بلکہ اپنے دوستوں سے کہلاتا ہے اور اس میں اس طرح کی تعبیر اختیار کرتا ہے کہ جس میں اس کام سے روکنے کا فائدہ بھی حاصل ہو اور ان کو شرمندگی بھی نہ اٹھانے پڑے جیسے باپ اپنے دوستوں کو کہتا ہے کہ میرے بچوں کو سمجھا دو کہ وہ بے شرمی والا کام نہ کریں، اب اس میں رب العالمین کی حیا وغیرت شامل ہے کہ رحمۃ اللعالمین سے کہلایا کہ اے محمد ﷺ! آپ مؤمنین سے فرمادیں کہ میرے بندے نگاہوں کی حفاظت کریں۔

گناہ سے بچنے کی صلاحیت ختم نہ ہونے دیں

اور یہ مشاہدہ ہے کہ جس بندے کے اندر کوئی صلاحیت موجود ہے وہ اگر اپنی صلاحیت استعمال نہ کرے تو آہستہ آہستہ وہ اپنی صلاحیت سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور طب کے اصولوں میں سے یہ بات مشہور ہے کہ اگر کوئی بندہ اپنا ہاتھ ایک سال تک ایک طرف کو کھڑا رکھے اور اسے نیچے نہ گرائے، کسی کام میں اسے استعمال نہ کرے تو اس ہاتھ میں جو افادیت کی قوت ہوتی ہے وہ قوت ختم ہو کر ہاتھ اسے طریقے پر اکڑ جاتی ہے اور وہ مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے کہ اب نہ اسے گرانے کی

صلاحیت رکھتا ہے اور نہ ہی اسے کسی کام میں لگانے کی تو یہ بات مشاہدہ کے اندر ہونے کی وجہ سے ہر ایک بڑی آسانی سے سمجھ آجاتی ہے کہ اگر خدانخواستہ کوئی عضو مفلوج ہوگیا تو کتنا زیادہ نقصان ہو جائے گا، اسی طرح جو لوگ نظر بچانے کی اپنی قدرت کو استعمال نہیں کرتے جو اللہ تعالی نے انھیں عطاء فرمائی تو اس ہٹ دھرمی کی سزا کے طور پر ان کی قدرت کے مفلوج ہو جانے کا اندیشہ ہے کہ تم نے ہماری دی ہوئی قوت اور طاقت کو کیوں استعمال نہیں کیا؟ ہمارے راستے میں نفس کی لذت حرام سے بچنے کی اور ہماری نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے نمک حرامی پر آجانے کی وجہ سے اور جو ہم نے تمھیں ہمت وطاقت دی تھی اسے کیوں استعمال نہیں کیا۔ ایسے لوگوں کے لئے ڈر ہے کہ وہ مسلسل بدنظری کے عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے کہ پھر ان کی گناہ سے بچنے کی صلاحیت ختم ہونے کی وجہ سے فاسق وفاجر ہوکر اس دنیا سے رخصت ہو جائیں۔ جیسا کہ اگر والد اپنے بیٹے کو کوئی عمدہ چیز قابل استعمال جیسے گاڑی وغیرہ دے دیتا ہے تو بیٹا اگر اسے استعمال کرنے کے بجائے بے کار ایسے ہی کھڑی کر دیتا ہے تو کچھ عرصے کے بعد باپ یہ دیکھ کر کہ وہ اسے استعمال ہی نہیں کرتا تو اس سے واپس لے لیتا ہے۔

ترکِ گناہ میں بندے کا عزم بڑی بنیاد ہے

اگر کوئی بندہ اپنے ظاہری نفع ونقصان کو سامنے رکھتے ہوئے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر پرعزم ہو جائے تو کوئی بھی اسے منع نہیں کرسکتا جیسا کہ ایک کاروباری بندہ جب اس کے سامنے کاروبار، تجارت وغیرہ کا نفع ہو اور اخراجات میں سے اپنا خرچ اور بیوی بچوں کا خرچ اسے سامنے نظر آتا ہو تو خواہ جتنے بھی حالات خراب ہوں وہ اپنے کاروبار اور تجارت کو چھوڑ کر کبھی

بھی گھر میں نہیں بیٹھے گا، خواہ جتنی بھی اسے مشقت برداشت کرنی پڑے وہ اسے پس پشت ڈال کر اپنا کام ضرور سرانجام دے گا، اسی طرح اگر بندہ اپنی آخرت کی ضروریات کو سامنے رکھ لے تو شیطان اس کا راستہ کبھی بھی نہیں روک سکے گا۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مجھے سرمہ ہدیہ کیا تو میں نے کہا اس کے اجزاء بتا دیں تا کہ میں اپنے خاندانی حکیم سے مشورہ کرلوں تو وہ بندہ غصہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں تو آپ کو مفت میں دے رہا ہوں اور آپ کے یہ ناز ونخرے! تو میں نے کہا کہ تیرا سرمہ تو مفت کا ہے لیکن میری آنکھ تو مفت کی نہیں ہے اس واقعہ میں حکیم الامت یہ بتلانا چاہتے ہیں اگر گناہ مفت میں ہی مل رہا تو اسے ٹھکرا دو کیونکہ تیرا ایمان مفت کا نہیں ہے۔

قرآن پاک میں عورتوں کو پردے کا حکم

﴿ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ﴾ (۱)

"اے نبی ﷺ اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مؤمن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ جب ضرورت کے لئے اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو اپنے اوپر کھلی چادریں لٹکا لیں"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کے لئے گھروں سے نکلیں تو بڑی چادروں سے اپنے سر اور چہروں کو ڈھانک لیں کیونکہ سر، چہرہ اور بدن کا چھپانا ان کے لئے زیادہ لائق ہے تا کہ وہ پہچان لی جائیں کہ یہ پاک باز، پردہ دار عورتیں ہیں، تا کہ اس پردہ کی وجہ سے ان کی عفت

---

(۱) سورۃ الاحزاب: ۵۹.

وبا کدامنی لوگوں پر عیاں ہو جائے اور کوئی ان سے تعرض نہ کرے، کیونکہ عام طور پہ فاسق لوگوں کا دستور اور طریقہ ہے کہ وہ لباس اور چال چلن دیکھ کر معاملہ کرتے ہیں جیسا لباس دیکھتے ہیں ویسا ہی معاملہ کرتے ہیں پس جب وہ پردہ دار اور باکباز عورتوں کو دیکھیں گے کہ جس کی وجہ سے ان کی عفت وعظمت ان کے دلوں میں آ جائے گی تو وہ ان کو ہرگز ایذاء نہ پہنچائیں گے یعنی ان کی اس وضع اور ہیئت کو دیکھ کر کسی کی ہمت نہ ہوگی کہ وہ انھیں چھیڑ سکے۔

عورت کے پورے جسم کا پردہ ہے

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ گھر سے نکلتے وقت عورت کو اپنا سر، چہرہ، بدن یعنی پاؤں سے ناخنوں سے لے کر سر کی چوٹی تک اپنے پورے بدن کو چھپانا فرض ہے تا کہ کسی کو اس کا چہرہ نظر نہ آئے اور یہی وہ پردہ مروجہ ہے جو شروع اسلام سے اب تک مسلمانوں میں رائج ہے جس کو اس زمانہ کے شہوت، پرست بدکار، فاسق وفاجر لوگ ختم کرنا چاہتے ہیں، اللہ مسلمانوں کو ان کے فتنے سے بچائے۔

سر اور چہرے کا اجنبی مردوں کے سامنے قصد وارادہ سے ظاہر کرنا ہرگز جائز نہیں البتہ اگر اس میں بلاقصد اور بغیر ارادہ کے کوتاہی یا بے احتیاطی ہو جائے تو اللہ تعالی بخشنے والا اور مہربان ہے یعنی اللہ تعالی غلطی کو معاف کرتا ہے، اگر کوتاہی ہو جائے یا غفلت کی وجہ سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو اللہ تعالی اسے معاف فرمادیتے ہیں۔

عورت غیر محرم سے کیسے بات کرے

دوسری آیت میں اللہ تعالی آپ ﷺ کی بیویوں سے فرماتے ہیں

﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا﴾ (۱)

''اے نبی کی عورتو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم خدا سے ڈرتی ہو
سو اجنبی سے بات کرتے وقت اپنی آواز کو نرم نہ کرو، پس لالچ کرے
گا وہ بندہ جس کے دل میں روگ ہے اور سیدھی بات کہو''

جاننا چاہئے کہ ان آیات کا شان نزول اگرچہ ازواج مطہرات کے بارے میں ہے مگر یہ حکم عام ہے تمام مؤمن عورتوں کے لئے ہے، اس آیت میں اللہ تعالی بالخصوص ازواج مطہرات کو مخاطب فرما کر بالعموم مؤمنین کی عورتوں کو یہ حکم فرماتے ہیں کہ تمہاری حیثیت باندیوں کی طرح نہیں بلکہ تم صاحب شرافت اور اپنے امتیاز رکھنے والی عورتیں ہو لہذا اللہ تعالی کا ڈر رکھتے ہوئے اگر کبھی کسی ضرورت کے تحت کسی غیر محرم سے بات کرنے کی نوبت آجائے تو اپنی بات کو ہلکی، مخفی اور پیار بھرے انداز میں نہ کہو، کیونکہ اس حالت میں وہ بندہ کہ جس کے دل میں فسق فجو ر اور اس کے نفس پر شیطان کا قبضہ ہو تو وہ طمع کرے گا کہ تمہاری عفت اور پاکدامنی اور شرافت کو ختم کردے بلکہ انھیں سیدھا سادہ جواب دے دو یعنی ایسے انداز میں، اور ایسے لب ولہجہ میں بات کرو کہ جس میں قدرے سختی، درشتی اور روکھا پن ہوتا کہ بات سننے والا تمہارے بارے میں تمہاری عزت وآبرو کو پامال کرنے کے لئے طمع نہ لگا سکے، یاد رکھو کہ عورت کے لئے اجنبی سے اس انداز میں بات کرنا بداخلاقی نہیں بلکہ اپنی عفت اور عصمت کی حفاظت ہے، بداخلاقی تو وہ ہوتی ہے جو شریعت کے دائرے سے نکل کر دوسرے کی دل آزاری اور ایذا کا سبب بنے اور نیز اس انداز میں بات کرنا

---

(۱) سورۃ الاحزاب: ۳۲۔

عصمت وناموس کی حفاظت کا بہترین طریقہ ہے۔

عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم

﴿ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى ﴾ (۱)

''اور مؤمن عورتیں اپنے گھروں کو لازم پکڑیں اور قدیم زمانے کی جاہلیت
کے دستور کے مطابق تم اپنی زیب وزینت دکھاتی نہ پھرو''

زمانہ جاہلیت میں جس کی مشابہت آج کل جدت میں پائی جاتی ہے وہ یہ تھی کہ عورتیں بے پردہ ہو کر اپنے حسن وجمال اور زیب وزینت، آرائش وزیبائش کا اعلانیہ مظاہرہ کرتی تھیں تو شریعت مقدسہ نے آ کر اس بے حیائی کو عموماً تمام عورتوں کے لئے اور بالخصوص ازواج مطہرات کے لئے حرام اور ممنوع قرار دیا کیونکہ عورتوں کا اظہار تجمل بلاشبہ اہل شہوت کی طمع کا سبب ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ عورت کو عورت کہنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ پاؤں سے لے کر سر کی چوٹی تک نامحرموں کے لئے ستر ہے، یعنی نامحرم کو اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی اجازت ہے اور نہ ہی اسے یہ اختیار ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس حالت میں رکھے کہ نامحرم کی نظر اس کے کسی حصہ پر پڑ جائے۔

عورتوں کو پردہ کی ترغیب

پردہ اول تو یہ ہے کہ عورت کے لئے فطری امر ہے دوسرے مصالح عقلیہ بھی اس کے مقتضی ہیں کہ عورت کو پردہ میں رکھا جائے، مگر آج کل بعض ناعاقبت اندیش لوگ پردے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں میں قسم سے یہ بات کہتا ہوں کہ پردہ کے توڑنے میں قطع نظر اس بات سے

---

(۱) سورۃ الاحزاب: ۳۳.

کہ وہ شریعت کے خلاف ہے، اور گناہ ہے اتنی خرابیاں ہیں کہ آج جو عقل مند پردہ کی مخالفت کرتے ہیں اور پردے کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور ان کی پوری کوشش یہ ہے کہ عورتوں سے پردہ اٹھا لیا جائے ان خرابیوں کو دیکھ کر بعد میں خود ہی یہ تجویز اور فیصلہ کریں گے کہ پردہ ضرور ہونا چاہئے مگر اس وقت حال یہ ہوگا کہ معاملہ قابو سے نکل چکا ہوگا، اب تو بنی بنائی بات ہے اس کو نہیں بگاڑنا چاہئے، اگر پردہ اٹھالیا جائے تو پھر دوبارہ واپس لانے کے لئے پچھتانے کے علاوہ اور کچھ بھی نہ ہو سکے گا، آج کل تو لوگوں میں مذاق اس قدر بگڑ چکا ہے کہ کوئی تو پردہ کو خلاف فطرت کہتا ہے اور کوئی قید اور حبس بے جا کہتا ہے کہ مسلمان عورتوں کے لئے پردہ خلاف طبع نہیں اس لئے کہ مسلمان عورت کے لئے حیا ایک طبعی امر ہے لہذا پردہ حبس موافق طبع ہوا اور اس کو قید کہنا غلط ہے۔ ان کی حیا کا مقتضا یہی ہے کہ پردہ میں مستور رہیں، بلکہ اگر ان کو باہر نکلنے پر مجبور کیا جائے تو یہ خلاف طبع ہوگا اور اسے قید کہنا چاہئے۔

بے حیائی سے باز نہ آنے والوں کی سزا

﴿ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَا إِلَّا قَلِيْلًا ﴾ (۱)

ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ مدینے کے اندر جو لوگ منافقین یعنی دل میں کفر رکھنے والے اور شہورت پرست، بے حیائی کرنے والے کچھ لوگ مؤمن عورتوں کو چھیڑتے تھے تو اللہ تعالی نے اس آیت میں ان کو تنبیہ فرمائی اور وعید فرمائی کہ اگر یہ منافقین اور وہ لوگ جو شہوت پرست ہیں کہ جن کے دلوں میں نامحرم عورتوں کو دیکھنا کا روگ لگا ہوا ہے یہ لوگ اگر اپنی شرارتوں

---

(۱) سورۃ الاحزاب:۶۰.

سے اور اپنی بدنظری اور عورتوں کو چھیڑنے سے باز نہ آئے اور اسی طرح وہ لوگ جو مدینے میں جھوٹی خبریں اڑانے والے ہیں اگر وہ اپنی جھوٹی خبریں اڑانے سے باز نہ آئے تو البتہ ہم آپ ﷺ کو ان پر مسلط کر دیں گے کہ آپ انہیں جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیں پھر وہ لوگ آپ کے ساتھ مدینہ میں رہنے نہیں پائیں گے، مگر بہت تھوڑی مدت یعنی جلدی ہی شہر بدر کر دیے جائیں گے اس حال میں کہ لعنت کیے ہوئے پھٹکارے ہوئے مگر کہیں بھی بچ نہیں سکیں گے اور یہ ایسے ذلیل وخوار ہوں گے کہ جہاں کہیں بھی پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے یعنی کہیں بھی بھاگ کر جائیں وہیں گرفتار ہوں گے اور قید کیے جائیں گے۔ اور خوب قتل کیے جائیں گے کہیں ان کو پناہ نہیں ملے گی۔

حیاء اور ایمان کا تلازم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"إِنَّ الْحَيَاءَ وَالْإِيْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِيْعًا فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ" (۱)

"بے شک حیاء اور ایمان دونوں ساتھی ہیں جب ان میں سے کوئی ایک اٹھایا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھایا جاتا ہے"

حیا مومنین کی صفت ہے، جو قومیں نبیوں کی تعلیمات سے دور ہیں حیا اور شرم سے ان کو کچھ واسطہ نہیں، حیا اور ایمان دونوں لازم وملزوم ہیں، یا تو دونوں رہیں گے یا دونوں رخصت ہو جائیں گے بے پردگی اور اس کے لوازا اور دواعی سب کے سب اہل کفر کی دیکھا دیکھی، نام نہاد مسلمانوں کے ماحول میں رواج پائے ہوئے ہیں، اور وہی لوگ مسلمان عورتوں کو پردے سے

---

(۱) شعب الایمان، الرابع والخمسون، باب الحیاء فصول۔

نکال کر بے حیائی کے پلیٹ فارم پر لانے کی کوشش میں لگے ہونے ہیں جو نبیوں کے اتباع سے زیادہ نصاری کے احوال و عادات کو اپنائے ہوئے ہیں، ایسے لوگ بڑی مشکل میں ہیں ان کا دل تو یہ چاہتا ہے کہ خوب آزادی اور بے حیائی کے ساتھ مسلمانوں کی بہو بیٹیوں کو بازاروں اور پارکوں میں عریانی کے لباس میں دیکھیں لیکن ساتھ ہی قرآن وحدیث کی تعلیمات کو غلط کہنے کی جرأت بھی کرنے کی ہمت نہیں، نہ یوں کہتے بنتا ہے کہ ہم اسلام کو چھوڑ چکے ہیں اور نہ عورتوں کو پردے میں دیکھنا گوارا کرتے ہیں۔

یورپ کی تقلید آدمی کو بے حیاء بناتی ہے

جو لوگ بے پردگی کو رواج دینے کی کوشش میں ہیں اور اپنی بہو بیٹیوں کو یورپین لیڈیوں کی طرح بے حیا اور بے شرم بنا چکے ہیں اور ان کے عریاں لباس سے اپنے نفوس کو تسکین دینے کا راستہ نکال چکے ہیں ان میں بہت سے تو ایسے ہیں جو محض نام کے مسلمان ہیں اور حیا و شرم کے ساتھ ایمان کی دولت بھی کھو چکے ہیں، اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کسی درجے میں اسلام سے چپکے ہوئے ہیں مگر ان کا تقلید یورپ کا مزاج اور بے حیائی و بے شرمی کی طبیعت آہستہ آہستہ ان کو اسلام سے بالکل ہی ہٹا دے گی، آنحضرت ﷺ نے جو فرمایا کہ ’حیا اور ایمان دونوں ساتھی ہیں ایک اٹھایا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے یہ ارشاد بالکل حق ہے تجربہ اس کی گواہی دے رہا ہے۔

حیاء تمام انبیاء کی تعلیم ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے

ارشاد فرمایا:

"إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ"

"یعنی انبیا سابقین علیہم السلام کی باتوں میں سے جو ایک بات آج تک نقل در نقل چلی آرہی ہے وہ یہ ہے کہ جب تجھ میں شرم نہ رہے تو جو چاہے کر" (۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام شرم وحیا کی تعلیم دیتے آئے ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو تو میں اللہ کے بعض پیغمبروں سے اپنا رشتہ جوڑنے کی دعوے دار ہیں اور ساتھ ہی بے شرم ارو بے حیا بھی ہیں وہ اپنے دعوے میں جھوٹی ہیں، اور اپنی کفر وشرک اور بے شرمی کی زندگی کے باعث ان نبیوں کی ذات گرامی کے لئے عار ہیں جن سے اپنی نسبت قائم کرتے ہیں، کوئی بے شرم اور بے حیا کسی بھی نبی کے راستے پر نہیں ہو سکتا، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

"أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ : اَلْحَيَاءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ" (۲)

"یعنی پیغمبروں کے طرز زندگی میں سے چار چیزیں بہت اہم ہیں: (۱) شرم کرنا (۲) خوشبو لگانا (۳) مسواک کرنا (۴) نکاح کرنا۔

اللہ تعالی کے محبوب ترین بندے اس کے پیغمبر ہیں، انہوں نے حیا اور شرم کی زندگی کو اختیار کیا اور اپنی امت کو شرم وحیا کے اختیار کرنے پر آمادہ کیا، جو لوگ بے شرم ہیں اللہ تعالی سے دور ہیں، اس کے پیغمبروں سے دور ہیں، کفار وفجار سے قریب ہیں، دشمن دین ہیں، ابلیس لعین کے دوست ہیں۔

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب حدیث الغار: ۱/۴۹۴. (۲) سنن ترمذی، ابواب النکاح

اسلام اور انسانی غیرت کا تقاضہ یہ ہے کہ عورت جو گھر کی زینت ہے اس کا گھر سے نکلنا بہت بڑا جرم سمجھا جائے، لیکن افسوس کہ مغربی تہذیب نے مسلمانوں سے اسلامی غیرت بلکہ انسانی غیرت کا جنازہ نکال دیا۔

ایک جن سانپ کا واقعہ

حضرت ابو سائب رحمہ اللہ (تابعی) کا بیان ہے کہ ہم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اسی اثناء میں کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے اچانک ہم نے ان کے تخت کے نیچے کچھ حرکت کی آواز سنی ہم نے دیکھا تو سانپ نظر آیا لہذا میں اس کو مارنے کے لئے کودا، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے اشارے سے مجھے روک دیا اور بیٹھنے کو کہا لہذا میں بیٹھ گیا جب وہ نماز سے فارغ ہو گئے تو حویلی کے اندر ایک گھر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کیا تم اس گھر کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا اس گھر میں ایک جوان آدمی تھا جو ہمارے ہی قبیلے سے تھا اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ خندق کے لئے نکلے (وہ جوان بھی ہمارے ساتھ تھا) جب آدھا دن گزر جاتا تو رسول اللہ ﷺ (سے اجازت لے کر وہ جوان اپنے گھر آجاتا ایک روز یہ واقعہ پیش آیا کہ جب اس نے گھر جانے کی اجازت چاہی تو رسول اکرم ﷺ نے اجازت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم ہتھیار لے کر جاؤ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ قبیلہ بنی قریظہ تمہاری جان نہ لے لے، یہ سن کر اس شخص نے اپنا ہتھیار لیا پھر گھر کی طرف واپس ہوا (وہاں پہنچ کر) اچانک کیا دیکھتا ہے کہ اس کی بیوی (گھر سے باہر) دونوں کواڑوں کے درمیان کھڑی ہے، اس کو دیکھ کر (اسے سخت غصہ آیا اور) اس کی غیرت

کا تقاضا ہوا کہ عورت کو نیزہ مار دے، چنانچہ بیوی کی طرف اس نے نیزہ بڑھایا، اس کی بیوی نے کہا کہ نیزے کو روکئے اور گھر میں داخل ہو کر دیکھیے کہ مجھے کس چیز نے باہر نکالا ہے، چنانچہ وہ شخص گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک بڑا سانپ بستر پر لپٹا ہوا پڑا ہے، اس کو دیکھتے ہی نیزہ بڑھایا اور سانپ کو نیزے میں پرو دیا اور پھر گھر سے نکل کر نیزے کو صحن میں گاڑ دیا، سانپ نے تڑپ کر اس شخص پر حملہ کر دیا، اور سانپ کی اور اس شخص کی موت وہیں اسی وقت ہو گئی اور بیک وقت اس طرح دونوں کی جان گئی کہ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پہلے کس کی موت ہوئی۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ نے (سلسلۂ بیان جاری رکھتے ہوئے) فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اس واقعہ کا ذکر کر کے عرض کیا کہ اللہ سے دعا کیجئے کہ اس کو زندہ فرما دیوے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (اس کی زندگی کی دعا کی ضرورت نہیں) تم لوگ اپنے آدمی کے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کرو، پھر فرمایا کہ ان گھروں میں انسانوں کے علاوہ اور بھی (رہنے والی چیزیں ہیں (جن میں سانپ بھی ہیں اور سانپ کے روپ میں جناب بھی ہیں) لہذا جب تم ان (سانپوں) میں کسی کو دیکھو تو تین بار اس کے مار ڈالنے کا اعلان کہہ دو، اعلان سن کر چلا جائے تو بہتر ہے ورنہ قتل کر دو کیونکہ وہ (یا تو سانپ ہے یا) کافر (جن) ہے جو سانپ کے روپ میں آیا ہے اس کے بعد فرمایا کہ جاؤ اپنے آدمی کو دفن کر دو۔

اس قصے سے بہت سے فوائد معلوم ہوئے لیکن خصوصیت کے ساتھ جس وجہ سے ہم نے اس واقعہ کو رسالہ ہذا کا جزو بنایا ہے وہ یہ ہے کہ وہ نوجوان صحابی رضی اللہ عنہم جب اپنے دروازے پر پہنچے اور اپنی بیوی کو گھر سے باہر کھڑا پایا تو ان کی غیرت نے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ

ایسی عورت کو زندہ رہنے دیں لہذا اپنی بیوی کو مارنے کے لئے نیزہ بڑھادیا اگر ان کی بیوی باہر آنے کے سبب کا حوالہ نہ دیتی تو نیزے سے کم سے کم زخمی تو ہو ہی جاتی اور گھبراوا دھو جاتا تو شاید زندہ بھی نہ رہتی ،اس سے معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے نزدیک کسی عورت کا باہر نکلنا بدترین جرم تھا ،بہت سے نام نہاد ثقافت اسلامی کے خادم جو کہد یا کرتے ہیں کہ موجودہ پردہ دور حاضر کے مولویوں کی ایجاد ہے اس واقعہ سے ان لوگوں کے دعوے کی صاف تردید ہو جاتی ہے ،دیکھئے مردوں سے مدینہ منورہ خالی ہے ،حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم خندق کھودنے میں لگے ہوئے ہیں دوپہر کا وقت ہے اس اثناء میں جب ایک شخص اپنی بیوی کو باہر کھڑی دیکھتا ہے تو غیرت کے جوش میں بھر کر حملہ آور ہو جاتا ہے

"اَلْمَرأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ" (۱)

"عورت سراپا ستر ہے جسے مستور رکھنا واجب ہے جب وہ گھر سے
باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے سر اٹھا کر دیکھتا ہے"

یعنی عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے پھر سب وہ ناجائز کام کراتا ہے جو کرا سکتا ہے

تو میرے دوستو! شریعت مطہرہ نے اپنی پاک تعلیمات کے ذریعے اس طرح دروازہ کو ایسا بند کیا کہ کوئی سوراخ ایسا باقی نہ چھوڑا کہ جس سے زنا کا جھانکنا ہی ممکن ہو سکے شریعت نے اس ناپاک ،گندہ اور پلید فتنے کے سدباب کے لئے احکام صادر کئے ہیں:

---

(۱) جامع الترمذی، أبواب الرضاع، باب استشراف الشيطان، رقم الحدیث: ۱۱۷۳،ص: ۲۸۴.

پہلا حکم: بلاضرورت باہر نہ نکلیں

شریعت نے ایک حکم تو یہ دیا ہے کہ عورتیں بلاضرورت شدیدہ اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں حتیٰ کہ نماز بھی اپنے گھر میں ہی پڑھیں، عورت کا گھر میں نماز پڑھنا بنسبت مسجد کے زیادہ فضیلت رکھتا ہے، اور اگر کسی ضرورت سے یا مجبوری کی بناء پر گھر سے باہر نکلنا پڑے تو برقعہ پہن کر یا بڑی چادر سے اپنے بدن کو چھپا کر نکلے تاکہ کسی کی نظر اس کے بدن پر نہ پڑ سکے۔

دوسرا حکم: عورتیں بھی نظریں نیچی رکھیں

دوسرا حکم یہ ہے کہ مرد عورت کو نہ دیکھے اور عورت مرد کو نہ دیکھے جیسا کہ سورت نور میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو حکم فرمایا کہ وہ اپنی نظریں جھکا کر رکھیں، اور اس کے بعد عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اتنی نگاہیں نیچی رکھیں، غرض یہ ہے کہ مرد و عورت کو علیحدہ علیحدہ حکم دیا ہے کہ اجنبی مرد عورت کو نہ دیکھے اور نہ ہی عورت اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے اس لئے کہ یہ دیکھنا ہی فتنہ کا اصل سبب ہے۔

تیسرا حکم: عورتیں بھی پردہ کریں

شریعت مطہرہ نے تیسرا حکم یہ دیا ہے کہ عورت اپنی زیب و زینت یعنی چہرہ اور ہاتھوں کے علاوہ تمام بدن کو ہر وقت مستور اور پوشیدہ رکھے کیونکہ چہرہ اور ہاتھوں کا ہر وقت پوشیدہ رکھنا عادتاً ناممکن ہے کیونکہ گھر کے کام کاج بغیر منہ کھولے اور ہاتھ چلائے ممکن نہیں، پھر اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ استثناء فرمایا کہ عورت کو اپنی زینت ظاہرہ یعنی چہرہ اور دونوں ہاتھ صرف اپنے محارموں کے سامنے کھلا رکھنے کی اجازت ہے، نامحرموں کے سامنے کھولنے کی اجازت نہیں، عورت کو اس بات کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں کہ وہ سر بازار چہرہ کھول کر اپنا حسن

وجمال دکھاتی پھرے اورحسن وجمال کا تمام دارومدار چہرہ پر ہے اوراصل فریفتگی چہرہ ہی پرختم ہے اس لئے شریعت مطہرہ نے زنا کے سدباب کےطور پہ نامحرم کے سامنے چہرہ کھولنا حرام قرار دیا۔

واضح رہے کہ شریعت نے اگر عورت کو کسی ضرورت اور کسی خاص حالت میں چہرہ کھولنے کی اجازت دی ہے تو اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ شہوت پرستوں کو بھی ان کی طرف دیکھنا جائز ہے بلکہ شوہر کے علاوہ شریعت نے جن محارم کے سامنے آنے کی عورت کو اجازت دی ہے اس میں بھی یہ شرط ہے کہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو، خدانخواستہ اگر کسی عورت کا محرم رشتہ دار بدچلن ہو تو اس کے سامنے آنا بھی جائز نہیں یعنی خوف فتنے کے وقت محرم سے بھی پردہ واجب ہو جاتا ہے۔

چوتھا حکم: غیر محرم سے باپردہ ہو کر بات کریں

یہ ہے کہ بالفرض ضرورت کی بناء پر اگر کسی غیر محرم سے بات کرنی پڑے تو پردہ کے پیچھے سے اس سے بات کی جاسکتی ہے نامحرم کے روبرو آنا پھر بھی ناجائز اور حرام ہے اور بات کرنے میں بھی ایسا لہجہ اختیار کرے کہ اس آدمی کو اس عورت کی طرف رغبت نہ ہونے پائے۔

پانچواں حکم: بن سنور کر باہر نہ نکلیں

اگر ضرورت کی بناء پر گھر سے نکلے تو موٹے کپڑے کا برقعہ اوڑھ کر یا موٹی چادر لپیٹ کر نکلے یعنی باریک برقعہ یا باریک چادر اوڑھ کر نکلنے کی اجازت نہیں، نیز شریعت نے عورت کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت کے لئے دوسری شرط یہ لگائی کہ عمدہ کپڑوں میں، اور خشبو وغیرہ لگا کر نہ نکلے، اور تیسری شرط یہ لگائی کہ شوہر کی اجازت کے بغیر نہ نکلے اور مزید براں چوتھی شرط یہ

ہے کہ عورت سڑک کے کنارے کنارے چلے، عورت کو درمیان سڑک میں چلنے کا حق نہیں اور نہ ہی اجازت ہے۔

چھٹا حکم: اجازت لے کر گھر داخل ہوں

یہ دیا ہے کہ کوئی مرد کسی کے گھر میں نہ جھانکے اور کوئی شخص اور دوسرے کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہو اسی لئے قرآن میں استیذان کے مکمل احکام نازل ہوئے۔

ساتواں حکم: خلوت نہ کرے

شریعت مطہرہ نے ایک یہ حکم دیا ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے، فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اجنبی جوان عورت کو سلام کرنا بھی جائز نہیں اور مصافحہ کرنا تو سلام سے بڑھ کر حرام ہے۔

آٹھواں حکم

کوئی اجنبی مرد کسی اجنبی عورت کے گھر میں شوہر کی عدم موجودگی میں ہرگز رات نہ گزارے

-

نواں حکم

شوہر کی عدم موجودگی میں کسی کے گھر میں جا کر عورت سے بات کرنے سے شریعت نے منع فرمایا ہے۔

دسواں حکم

حدیث میں آتا ہے کہ بدنظری کرنے مرد و عورت پر اللہ تعالیٰ طرف سے لعنت برستی ہے۔

مذکورہ دس احکام کے فوائد

غرض یہ ہے کہ شریعت مطہرہ نے جو پردہ کا حکم دیا ہے وہ عورت کے لئے قید بند نہیں بلکہ عورت کے لئے ناپاک نظروں اور گندی نگاہوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے کہ عورت کا چہرہ بدکاروں کی ناپاک نظروں سے محفوظ رہے، پردہ عورت کی عفت عصمت اور آبرو کا محافظ اور نگہبان ہے جس سے اس کی پاک دامنی اور آبرو پر حرف نہیں آسکتا، نیز پردہ عورت کے حسب ونسب کا محافظ ہے۔

مؤمن عورتوں سے پردہ داری مطلوب ہے

واضح رہے کہ پردہ حق شرعی ہے، شوہر کا حق نہیں ہے، بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ شوہر جس سے پردہ کرائے اس سے پردہ کرنا ضروری ہے اور جس کے سامنے آنے کو شوہر کہے اس کے سامنے آنا چاہئے یہ سراسر غلط ہے کسی بھی نامحرم کے سامنے آنے کی اجازت نہیں اور خلاف شرع شوہر کی اجازت اور اس کے حکم کا کچھ اعتبار نہیں۔

ادنی سمجھ بوجھ رکھنے والوں پر بھی اب یہ بات مخفی نہیں رہی کہ کئی ممالک میں بے شمار عورتوں کی بے حجابی، عریانی، اجنبی مردوں کے سامنے آزادانہ حسن آرائی اور اللہ تعالی کی حرام کردہ زیبائش کی تن نمائی فیشن بن چکی ہے بلاشبہ یہ عظیم منکرات اور اعلانیہ بغاوت خداوندی ہے، اور بے حیائی وعریانیت سے جنم لینے والی بدکاری، بے غیرتی بے تحاشہ بگار روز بروز اٹھتے فواحش تعزیرات اور سزاؤں کے نزول کے اصل اور بنیادی محرک وعوامل ہیں، پس اے مؤمنو اللہ سے ڈرو اپنے نادان لوگوں کی گرفت کرو اور اپنی خواتین کو محرمات الہی سے باز رکھو انہیں پردہ ستر پوشی

کا پابند کرو، قہر خداوندی سے ڈرو، اس کی ہولناک پکڑ سے بچو۔ چنانچہ نبی علیہ السلام کا یہ فرمان بسند صحیح منقول ہے کہ بے شک جب لوگ برائی کو دیکھیں اور اسے نہ روکیں تو عنقریب اللہ تعالی ان سب کو اپنے عذاب کی لپیٹ میں گرفت کریں گے، اور اللہ تعالی اپنے کلام مبارک میں ارشاد فرماتے ہیں داؤد اور عیسی بن مریم علیہ السلام کی زبانی بنی اسرائیل کے کافروں پر لعنت کی گئی، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور اس میں حد سے زیادہ تجاوز کر جاتے تھے، اپنے کئے کرتوتوں سے باز نہیں آتے تھے واقعی وہ برے کام ہی کیا کرتے تھے۔

اللہ کی لعنت کا سبب

اور مسند احمد وغیرہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائی پھر ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم کیا کرو اور برائی سے روکا کرو ورنہ ان کی گرفت کرتے رہو اور اسے حق پر موڑے رکھو ورنہ اللہ تعالی تم میں سے بعض کے دلوں کو بعض پر ماریں گے پھر تم پر لعنت کریں گے جیسے ان پر لعنت کی ہے، اور نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی برائی دیکھے پس اگر ہاتھ سے روکنے کی قدرت ہے تو ہاتھ سے روکے اور اگر زبان سے روکنے کی طاقت ہے تو زبان سے روکے اگر اتنی بھی سکت نہیں تو دل میں برا سمجھے یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

نگاہوں کو نیچے رکھیں

اللہ تعالی فرماتا ہے کہ آپ مومنوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں پست رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہی ان کے لئے پاکیزگی کا باعث ہے۔ بے شک اللہ تعالی ان کی

خوب خبر رکھتے ہیں اور مومن عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں پست رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور ظاہر حصہ کے علاوہ اپنی زینت کی جگہوں کو نہ کھول رکھیں اور اپنے سینہ پر دوپٹے ڈالا کریں اور اپنی زینت کے مواقع کو شوہروں اور اپنے باپ اور سسر اپنے بیٹوں یا اپنے شوہر کی اولاد اپنے بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں اپنی عورتوں یا باندیوں عورت کی طرف میلان نہ رکھنے والے خدام اور وہ بچے جو عورتوں کے پوشیدہ اعضاء پر مطلع نہ ہو، اس کے علاوہ کسی کے سامنے اپنے مواقع زینت کا اظہار نہ کریں اور اپنے پاؤں کو زور سے نہ ماریں کہ اس سے پوشیدہ سامان زینت عیاں ہو جائے اور اے مومنو! سب اللہ کے حضور توبہ کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

اللہ تعالی نے ان آیات کریمہ میں مومنین و مومنات کو آنکھیں نیچے رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ زنا ایک بڑا فحش گناہ ہے اور اس کی بناء پر مسلمانوں کے مابین بڑا بگاڑ پیدا ہوتا ہے، اس لئے بھی کہ بدنظری باطنی مرض اور گناہ کے وقوع کا سبب ہے جبکہ نظر نیچے رکھنا اس قسم کی خرافات سے حفاظت کا باعث ہے اسی لئے اللہ تعالی نے فرمایا: مومنوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں پست رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہی ان کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔ بے شک اللہ تعالی ان کے اعمال سے خوب باخبر ہے۔ پس نگاہ کو نیچا رکھنا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنا مومن کے لئے دنیا و آخرت میں پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالی نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ اللہ تعالی لوگوں کے کئے اعمال کی خوب خبر رکھتا ہے اور اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں اور اس میں مومن کو اللہ تعالی کی حرام کردہ چیزوں کے ارتکاب سے اور

اللہ سے مشروع کردہ احکام کی روگردانی سے بچنے کی تلقین ہے اور اس بات کی یاددہانی ہے کہ اللہ تعالی اس مومن کے اچھے برے سارے افعال کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: وہ (اللہ) خیانت کرنے والی آنکھوں اور دل میں پوشیدہ (پراگندگیوں) وخیالات کو جانتا ہے۔

پھر اللہ تعالی فرماتا ہے اور مومن خواتین کو کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرے۔ پس اللہ تعالی نے فتنوں کے راستوں سے بچانے اور پاکدامنی وسلامتی کے اسباب پر برانگیختہ کرنے کے لئے جیسے مردوں کو حکم دیا ہے ایسے ہی مسلمان خواتین کو بھی نظریں نیچے رکھنے کا حکم دیا ہے، پھر اللہ تعالی نے فرمایا یہ عورتیں اپنی ظاہر ہونے والی خوبصورتی کے سوا اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔

عورتیں اعضاء زینت ظاہر نہ کریں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ظاہر خوبصورتی سے مراد یہ ہے کہ جو لباس سے خوبصورتی جھلکے کی وہ معاف ہے اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس سے مراد ایسے کپڑے ہیں جن میں حسن نمائی اور فتنہ انگیزی نہ ہو۔

یہاں اللہ تعالی نے کسی عضو کا استثناء نہیں کیا اور یہی محکم آیت ہے تو اسی پر عمل کرنا اور اعتماد کرنا اور دیگر آیات کو محمول کرنا لازم ہوگا اور اس میں حکم نبی ﷺ کی عورتوں اور عام مومن عورتوں کو عام ہے، اور سورۂ نور میں جو بیان گزرا وہ بھی اس حکم کے عموم پر دلالت کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے بوڑھی عورتوں کے حق میں اور ان کے لئے اپنے زائد کپڑے اتارنے کی

حرمت میں دوشرطیں بیان کی ہیں:

۱- یہ کہ نکاح کی توقع نہ رکھتی ہوں۔

۲- یہ کہ وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں اور پیچھے اس پر کلام ہو چکا ہے اور مذکورہ آیت عورتوں کی بے حجابی اور زینت کے اظہار کی حرمت پر صریح دلیل اور قطعی حجت ہے۔

اس پر واقعہ افک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت یہ بات بھی دلیل ہے کہ انہوں نے جب صفوان رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو اپنے چہرے کو ڈھانپ لیا اور حضرت صفوان کا بیان ہے کہ وہ نزول حجاب سے قبل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو پہچانتے تھے۔ پس یہ بھی اس دلیل ہے کہ آیت حجاب کے نزول کے بعد چہرے ڈھانپنے کے سبب عورتیں پہچانی نہیں جاتی تھیں اور دور حاضر میں عورتیں جس آزادانہ حسن آرائی اور زینت نمائی کی دلدل میں پھنسی ہوئی ہیں کسی سے مخفی نہیں، پس فساد اور وقوع فواحش کے اسباب کا قلعہ قمع اور سدباب لازم ہے۔

کوئی اجنبی مرد اور عورت ایک جگہ جمع نہ ہوں

فساد کے بڑے اسباب میں ایک مردوں کا عورتوں کے ساتھ تنہائی میں ملاقات اور بغیر کسی محرم کے ان کے ساتھ سفر کرنا اور نبی کریم ﷺ نے بجا فرمایا کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔ اور کوئی شخص کسی عورت سے بغیر اس محرم کی موجودگی میں تنہائی میں ہرگز نہ ملے۔ نبی ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص کسی عورت سے تنہائی میں ملتا ہے تو تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے، اور فرمایا شوہر یا محرم کے علاوہ کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ ہرگز ہرگز رات نہ گزارے۔ اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو، اپنی عورتوں کی گرفت کرو اور انہیں اللہ تعالی کے حرام کردہ امور، بے حیائی،

زینت نمائی، حسن آرائی اور اللہ کے دشمن عیسائی اور ان کی نقالی کرنے والے لوگوں کی مشابہت اختیار کرنے سے باز رکھو اور خوب جان لو! کہ ان سے معاملہ میں چشم پوشی کرنا ان کے ساتھ گناہ میں غضب الٰہی اور اس کی بے آواز لاٹھی چلنے کو دعوت دینے میں برابر شرکت کا مترادف ہے (عافانا الله وإياكم من شر ذلك)

اور بڑے واجبات میں سے ہے کہ کہ مردوں کو عورتوں سے تنہائی میں ملنے اور ان کے پاس آنے اور بغیر محرم کے ان کے ساتھ سفر کرنے سے بچانا ہے کیونکہ یہ فتنا فساد کے اسباب میں اور نبی ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے اپنے بعد مردوں پر واقع ہونے والے فتنوں میں سے عورتوں سے بڑھ کر ضرررساں فتنہ نہیں چھوڑا''۔

نبی ﷺ نے فرمایا: بے شک دنیا شیریں اور سرسبز ہے اور بے شک اللہ تعالی اس میں تمہیں خلیفہ بنائیں گے۔ پھر دیکھیں گے کہ تم کیا نباہ کرتے ہو پس دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا واقع ہونے والا فتنہ عورتوں کا تھا۔

جہنم کے دو فریق

نبی ﷺ نے فرمایا: جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جنہیں ابھی تک میں نے نہیں دیکھا ایک کپڑا پہنی برہنہ عورتیں اور راہ راست سے منحرف لوگوں کو مائل کرنے والی جن کے سر بختی اونٹوں کے جھکے کوہانوں کی مانند ہوں گی نہ جنت میں داخل ہوں گی نہ اس کی خوشبو تک پائیں گی۔ اور دوسرے وہ مرد ہوں گے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کے مانند کوڑے ہوں گے جن سے یہ لوگوں کو مار رہے ہوں گے۔ یہ حسن نمائی اور بے حیائی باریک اور چھوٹے کپڑے پہنے اور

حق وپاکدامنی سے انحراف اور لوگوں کو باطل کی طرف مائل کرنے سے بچنے کی سخت تنبیہ ہے، لوگوں پر ظلم وزیادتی کرنے سے بچنے کی زبردست تلقین ہے، اور ایسے ارتکاب کرنے والوں کے لئے جنت میں داخلہ سے محرومی کی وعید ہے۔

اور سب سے بڑا یہ ہے کہ بہت سی عورتیں لباس پہننے میں بالوں اور حسن وجمال کے اعضاء کھولنے میں اور کفار وفساق کے طرز پر بالوں کی مانگ نکالنے میں کسی دوسری عورت کے بال لگانے میں، باروکہ نامی بالوں والی ٹوپیاں پہننے میں کفار عیسائی اور ان کی ہمواؤں کی مشابہت کرتی ہیں۔

جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ اسی میں سے ہوگا

نبی ﷺ نے فرمایا: جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ اس مشابہت اور اس قسم کے تنگ اور چھوٹے لباس جو عورت کو نیم برہنہ کردیتے ہیں میں فساد وفتنہ بے دینی اور بے حیائی چھلکتی ہے محتاج بیان نہیں، ان چیزوں سے انتہائی اجتناب کرنا اور عورتوں کو اس سے روکنا اور اس معاملہ میں سختی کرنا لازمی ہے، اس لئے کہ اس کا انجام بہت برا ہے اور بگاڑ حد درجہ کا ہے، چھوٹی بچیوں کے ساتھ بھی اس معاملے میں چشم پوشی جائز نہیں۔ اس لئے کہ جس ماحول میں یہ تربیت پائیں گی وہی ماحول ان کی عادت بن جائے گا پھر جب یہ بڑی ہوجائیں گی کسی دوسرے ماحول کو یہ ناپسند کریں گی پھر اسی وجہ سے فساد واقع ہوتا ہے اور جس چیز سے بچاؤ کی تدبیر کی جائے وہی رہ نما ہوتی ہے وہ فتنہ وقوع پذیر ہوگا جس میں بڑی بڑی عورتیں ملوث ہیں۔

پس اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے بچو نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو، حق اور صبر کی تلقین کرو، اور جان لو کہ اللہ تعالی تم سے اس بارے میں پوچھے گا اور تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا اور وہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور تقوی اور اچھے اعمال کرنے والے کے ساتھ ہے صبر کرو اور ڈٹے رہو اللہ سے ڈرتے رہو اور احسان کرو کہ اللہ تعالی احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ حکام، جج صاحبان، علمائے کرام، لیڈران، اور اداروں کے منتظمین پر ذمہ داری عام لوگوں کی بنسبت مزید بڑھ جاتی ہے اور ان کے لئے یہ زیادہ خطرناک ہے۔ ان میں سے کسی ایک کی خاموشی میں بڑے فتنہ کا اندیشہ ہے اور ان منکرات پر نکیر کرنا صرف ان کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ہر کلمہ گو مسلمان (خاص طور پر ان کہ سربراہوں اور مقتداؤں اور ان سب سے زیادہ عورتوں کے اولیاء اور شوہروں) پر لازم ہے کہ ان گناہ پر نکیر کریں، اس میں تلخ رویہ اختیار کریں، اور اس میں تساہل برتنے والوں پر سختی کریں تا کہ اللہ تعالی ہم پر آئی بلائیں ٹال دیں، اور ہمیں اور ہماری عورتوں کو سیدھی راہ دکھائیں۔

ایمان کے درجات

نبی ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی جب بھی کسی نبی کو بھیجتے ہیں تو اس کی امت میں کچھ حواری اور ایسے رجال کار پیدا کر دیتے ہیں جو اس کا طریقہ اختیار کرتے ہیں اور اس کے حکم کی پیروی کرتے ہیں، پھر ان کے بعد کچھ برے جانشین آتے ہیں ایسے ہی کہتے پھرتے ہیں کرتے کچھ نہیں اور جس کا حکم بھی نہ کیا گیا ہو وہ کام کرتے ہیں پس جو اپنے ہاتھ سے ان کے ساتھ جہاد کرے وہ بھی مومن ہے جو اپنی زبان سے ان کے ساتھ جہاد

کرے وہ بھی مومن ہے اور جو اپنے دل سے ان کے ساتھ جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان کا درجہ نہیں ہے۔

شعیبؑ کی بیٹیوں کی پاک دامنی کا واقعہ

اللہ پاک نے سوائے مریم کے کسی عورت کا نام قرآن کریم میں ذکر نہیں کیا، کیوں؟ اس لئے کہ عورت کا نام ہی پوشیدہ ہے مریم کا نام بھی صرف اسی لئے ذکر فرمایا کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ عیسی ابن اللہ ہے تو اللہ تعالی نے فرمایا نہیں وہ ابن اللہ (اللہ کا بیٹا نہیں) بلکہ وہ مریم کا بیٹا ہے۔

شعیبؑ کی بیٹیوں کی عفت وعصمت اور پاکدامنی اور پاکبازی کو قرآن پاک یوں بیان کرتا ہے کہ موسی علیہ السلام جب مصر سے مدین کی طرف روانہ ہوئے۔

جب وہ مدین کے قریب ایک کنویں پر پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ قوم کے لوگ اپنی بکریوں کو پانی پلا رہے ہیں اور حال یہ ہے کہ کنوئیں سے پانی نکالنے کے لئے طاقت قوت کی ضرورت پڑتی ہے، اور لوگ اپنے اپنے مویشیوں کو کنویں سے پانی نکال کر پانی پلانے میں مشغول ہیں، باری باری ایک مویشی والا آتا ہے اور اپنے جانوروں کو پانی پلا کر واپس چلا جاتا ہے لیکن ایک طرف میں دو باحیاء با کردار لڑکیاں ایک کنارے پر اپنے مویشیوں کو روک کر کھڑی ہیں، مجمع میں نہیں گھس رہیں کہ ہمارا بھی حق ہے، نہیں عورت کا یہ کام نہیں کہ وہ مردوں کے مجمع میں گھسے، قرآن کہتا ہے کہ کنارے پر کھڑی ہیں موسیٰ علیہ السلام یہ منظر دیکھ رہے ہیں تو اتنے میں ان سے پوچھا کہ پانی کیوں نہیں پلایا قوم نے پلا لیا تم کیوں نہیں پلا رہی ہو؟ کہا کہ ہم نہیں چاہتے کہ مجمع میں گھس جائیں جب مرد فارغ ہو جائیں گے تو پھر دیکھ لیں گے جب مرد چلے گئے تو آگے بڑ

ھیں اور پانی نکالنا چاہا لیکن اپنے ضعف اور کمزوری کی وجہ سے پانی نہ نکال پا رہی تھیں تو موسیٰ علیہ السلام آگے بڑھے اور اپنی طاقت سے پانی نکالا اور بکریوں کو پانی پلایا دونوں آپس میں بات کرنے لگیں کہ ایسا انسان ہے کہ اس نے تو نگاہ بھی اوپر نہیں اٹھائی کیا با حیاء باکردار انسان ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کی دعا

فوراً گھر میں جا کر اپنے باپ شعیب علیہ السلام کو قصہ بتایا اور موسیٰ علیہ السلام فارغ ہو کر درخت کے سائے میں بیٹھ گئے، دعائیں کرنے لگے بھوک و پیاس بھی ہے، کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے، ٹھکانا بھی نہیں ہے، اپنے ملک مصر سے بھاگ کے آئے تھے، وہاں تو ظالم پیچھے لگے ہوئے تھے، فرعونی قتل کرنے کے درپہ تھے، اے اللہ اس درخت کے نیچے بیٹھا ہوں کوئی عزیز نہیں کھانے کا بندوبست نہیں ہے، انسان تو ہوں میں مجھے کھانے، مکان کی ضرورت ہے، اس دعا کی وجہ سے اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شعیب علیہ السلام کا گھر بھی عطاء فرمایا اور انکی بیٹی سے شادی کا بندوبست بھی فرما دیا۔

شادی کے لئے دعا

(علماء نے لکھا ہے کہ اگر کسی مرد یا عورت کی شادی کا مسئلہ ہو تو وہ اس مذکور دعا کا اہتمام کر لے اللہ پاک اسکی شادی کا بھی انتظام فرمائیں گے اور اسکی شادی کا بھی بندوبست فرمائیں گے)، وہ یہ دعا ہے:

"رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ"

غیر محرم سے عورت کس طرح گفتگو کرے

تو ان بیٹیوں نے کہا کہ ابا جان ہم نے ایک باحیا باکردار انسان دیکھا ہے، بڑا ابہادر طا قتور انسان ہے، اسے اپنے گھر کی اجرت کے طور پر رکھ لیں، ہم باہر کا کام نہیں کر سکتیں تو شعیب علیہ السلام نے کہا کہ جاؤ بلا کر لے آؤ تو آ کر کہا کہ میرے ابا آپ کو بلا رہے ہیں تو قرآن یہاں بتا تا ہے کہ حیاء کیسا ہوتا ہے کہ وہ آئی تو حیاء کا سو فیصد لحاظ کر کے موسیٰ سے بات کر رہی تھیں، چہرہ بھی ڈھانپا ہوا، اور اس نے چہرے پر ہاتھ بھی رکھ دیئے، یہ شدت حیاء کی طرف اشارہ ہے، سیدھی سادھی بات کی، کوئی سلام نہیں کیا، کیوں سلام نہیں کیا اس لئے کہ اجنبی عورت اجنبی مرد کو سلام نہیں کیا کرتی، آج شیطان ہمیں ان معاملات میں اخلاق دکھاتا ہے کہ ہمیں سلام کرنے کا حکم دیتا ہے تو میرے دوستو! اخلاق بھی اور حیاء بھی اسلام ہی بتاتا ہے، نبی نے حیاء سکھائی ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے شوہر نبی کریم ﷺ کے حیاء کا کیا کہنا یہ حال تھا کہ عرب کی دوشیزہ کنواری بھی حیا نہیں کیا کرتی تھیں، تو حضرت محمد ﷺ حیاء کیا کرتے تھے، کبھی اجنبی عورت کو آپ ﷺ نے چھوا نہیں تو یہ ہمیں آپ ﷺ نے حیاء سکھایا ہے۔

کسی کے گھر ٹھہرنے کے آداب

تو شعیب علیہ السلام کی بیٹی آئی، صرف مقصد کی بات کی کہ آپ نے ہماری خدمت کی ہے اس پر آپ کو اجرت دیں گے تو شعیب علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کا سارا واقعہ سننے کے بعد فرمایا کہ آج کے بعد آپ امن وسکون میں رہو گے، میرے پاس آٹھ سال کا وقت گزارو گے تو میں تمہیں اپنی بیٹی کا رشتہ دوں گا، لیکن شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر دس سال پورے کرو گے

تو یہ تمہارا احسان ہوگا تو دس سال پورے کئے، لیکن قیامت تک کے لئے بتا دیا کہ اگر مجبوری کی حالت میں ایک ہی گھر میں نامحرم کو رہنا پڑے تو کیسے رہتے ہیں، پاک دامنی کی انتہا کر دی، آج غیروں کی تقلید سے ہمارے اندر سے حیاء رخصت ہوگئی ہے آج مردوں سے بھی اور عورتوں سے بھی وہ حیا ختم ہوگئی ہے تو برائیاں معاشرے میں آگئیں ہیں نبی کریم ﷺ نے اسی لئے بتایا کہ اگر آپکی بچی نو، دس سال کو پہنچ جائے تو اچھی نسبت تلاش کرنا شروع کردو، اور اٹھارہ، بیس سال تک تو تلاش کر ہی لے گا، ازواج مطہرات کا یہی حال تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے کیسے داماد کا انتخاب کیا

نبی کریم ﷺ نے اپنی شہزادی کے رشتے کے لئے عثمان رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا اس لئے کہ باحیاء انسان تھے، مال دیکھ کر انتخاب نہیں کیا، عزت دیکھ کر انتخاب کیا، کتنی حیاء ہے جس سے آسمان کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں، اسے اپنا داماد بنایا ہے، ایک بیٹی دی اسکا انتقال ہوگیا، دوسری دی اس کا انتقال ہوگیا، اور پھر ارشاد فرمایا کہ اگر چالیس بیٹیاں ہوتی تو یکے بعد دیگرے دیتا، اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ حیاء والا انسان تلاش کرنا ہوتا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتخاب بھی اسی وجہ سے کیا تھا، لیکن آج مال و اسباب کو دیکھا جاتا ہے، یہ سب چیزیں عارضی ہیں، اگر ہم ان چیزوں کی تلاش میں لگ گئے تو عمریں ضائع ہوجائیں گی، مال و دولت برباد ہوجائیں گی، اس لئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مناسب جوڑ مل گیا ہے تو شادی کروا دو اس کے بعد اگر وہ گناہ میں مبتلا ہوگیا تو اس کے گناہ کا وبال اس کے والدین کو بھی پہنچتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے حیا کی تعلیم دی

تو آپ ﷺ نے ہمیں حیاء سکھلائی ہے تو مردوں سے بھی گزارش ہے اور عورتوں سے بھی گزارش ہے کہ حیاداری والی زندگی اختیار کیجئے اور حیاءداری وہ ہے جو نبی ﷺ نے بتائی ہے جسکی آنکھ محفوظ ہوگئی، جسکے کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل، پیٹ اور عزت محفوظ ہوگئی تو ارشاد فرمایا کہ یہ باحیا انسان ہے یہ اعلی کردار والا انسان ہے لباس کو توجہ دی جائے اگر لباس میں کوئی کمی ہو اس کو پورا کیا جائے ،عورت کا برقعہ منقش نہیں ہونا چاہیے ،سیدھا سادھا ہو، ایسا ہو کہ بدن کو چھپا نے والا ہو، تنگ بھی نہ ہو اور پتلا بھی نہ ہو، اس لئے تو فرمایا کہ کاسیات کہ لباس ہوگا لیکن ننگی ہونگی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سن لو کہ دنیا میں کچھ ایسا لباس پہننے والیاں ہیں کہ وہ آخرت میں ننگی ہونگی، اس لئے کہ انکا لباس کفایت نہیں کررہا تھا اس لئے نبی اکرم ﷺ نے راستے کے رخ بھی متیعن کردیئے کہ راستے پر دائیں طرف ہٹ کر چلو نگاہ کو نیچا رکھ کر چلا کرو، عورت کو یہ حکم دیا کہ خو شبو لگا کر معطر ہو کر باہر مت نکلے، اگر ایسا کروگی تو شیطان ورغلانے کی کوشش کریگا، غیروں کی نظر وں کی نگاہیں تیری طرف متوجہ کریگا تو آپ ﷺ نے یہ سب باتیں بتائی ہیں، اور یہ ساری باتیں حق ہیں، سچ ہیں، تو میرے دوستو! عقلمند انسان وہ ہے جو آپ ﷺ کی پیاری سیرت کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لے مرد صحابہ رضی اللہ عنہم والی زندگی اپنائیں ، خواتین صحابیات رضی اللہ عنہن والی زندگیاں اپنائیں ازواج مطہرات ہماری مائیں ہیں ان کی زندگیاں ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں انہیں اختیار کرنے کی کوشش کیجئے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں ہر قسم کی گمراہی بد دینی بے حیائی اور بے شرمی سے محفوظ

فرمائے اور اپنی فرمانبرداری کے مطابق زندگی گزارنے اور خاتمہ بالایمان نصیب فرمائے ۔

آمـــین

وما علينا إلا البلاغ المبين